محمد شاہد حنیف
مجلس التحقیق الاسلامی، ۹۹ جے ماڈل ٹاؤن لاہور

اشاریہ ماہنامہ الحق جلد ۴۹ [۲۰۱۳-۱۴ء]

اِس اشاریے میں تمام مضامین کی موضوعاتی تقسیم کے بعد اِن کو ترتیبِ زمانی کے اعتبار سے درج کیا گیا ہے، تاکہ موضوع کا ارتقا بھی پیشِ نظر رہے۔ اس کے ساتھ تبصرۂ کتب کو بھی متعلقہ موضوع کے تحت مقالات کے بعد لکیر لگا کر نیچے درج کیا ہے۔

قرآن وحدیث

ریحان اختر	قرآن کریم جنگ وامن کا عظیم ترین علمبردار ہے	جنوری ۲۰۱۴/۲۶-۳۶
امین الحق گستوئی	حضرت شیخ الہندؒ کی مطبوعہ تقریر ترمذی [مخطوطہ اور مطبوعی کا تقابلی جائزہ]	جنوری ۲۰۱۴/۵۲-۵۷
سلطان شاہ، سیّد	تجوید اور علم تجوید کی اہمیت	جنوری ۲۰۱۴/۷۸-۸۰
نور محمد ثاقب	علما اُصولِ حدیث میں علماءِ احناف کی تصنیفی خدمات [قسط ۹ تا ۱۱]	نومبر ۲۰۱۳/۳۰-۳۷، دسمبر ۲۰۱۳/۲۵-۳۴، جنوری ۲۰۱۴/۳۷-۴۶

ادارہ (مبصر)	خلاصۃ التفسیر لاہوری از محمد نعیم حقانی	جنوری ۲۰۱۴/۸۵
ادارہ (مبصر)	شرح صحیح مسلمؒ از مولانا عبدالقیوم حقانی	جنوری ۲۰۱۴/۸۳
ادارہ (مبصر)	ماہنامہ "شمس الاسلام" بھیرہ کا قرآن نمبر [مدیر: ابرار احمد بگوی]	جون ۲۰۱۴/۶۴
محمد اسرار بن مدنی (مبصر)	قرآن مجید ایک تعارف از محمود احمد غازی	دسمبر ۲۰۱۳/۶۲

تصویر وطن

اسلم بیگ، مرزا	شمالی وزیرستان، فوجی آپریشن	جون ۲۰۱۴/۲۴-۲۷
اسلم بیگ، مرزا	لانگ مارچ پر مبنی سیاست [عمران خان اور طاہر القادری کا لانگ مارچ]	اگست ۲۰۱۴/۳۴-۳۶
اوریا مقبول جان	ملالہ یوسف زئی اور عمیر قاسم حمزہ الجنابی	اکتوبر ۲۰۱۳/۴۶-۴۸
راشد الحق سمیع، حافظ	امید و یاس اور سازشوں کے سائے میں حکومت اور طالبان مذاکرات [اداریہ]	جنوری ۲۰۱۴/۲
راشد الحق سمیع، حافظ	ڈرون حملوں کے خلاف نیٹو سپلائی کی بندش اور مؤثر احتجاج [اداریہ]	نومبر ۲۰۱۳/۴
راشد الحق سمیع، حافظ	سانحہ مدرسہ تعلیم القرآن، راولپنڈی: فرقہ وارانہ فسادات بھڑکانے کی کوشش [اداریہ]	نومبر ۲۰۱۳/۲-۳
راشد الحق سمیع، حافظ	طالبان سے مذاکرات کا مسئلہ [اداریہ]	دسمبر ۲۰۱۳/۲-۳
راشد الحق سمیع، حافظ	علماو مشائخ کانفرنس، لاہور کا اعلامیہ [اداریہ]	جنوری ۲۰۱۴/۳-۴
راشد الحق سمیع، حافظ	مذاکرات سبوتاژ کرنے کی امریکی سازش [طالبان اور حکومت/ اداریہ]	اکتوبر ۲۰۱۳/۲-۳
راشد الحق سمیع، حافظ	مذاکراتی عمل سے لے کر آپریشن تک، لاکھوں قبائلیوں کی دربدری...... [اداریہ]	جولائی ۲۰۱۴/۲-۳
راشد الحق سمیع، حافظ	مولانا سمیع الحق کا قبائلی آپریشن کے بعد پہلا اخباری بیان [اداریہ]	جولائی ۲۰۱۴/۴
سمیع الحق، مولانا	طالبان سے مذاکرات کا مسئلہ [روزنامہ اسلام کو انٹرویو]	دسمبر ۲۰۱۳/۴-۸
محمد فہیم اللہ، مفتی	یومِ عاشورا...... وطنِ عزیز میں ہمیشہ کی طرح ایک اور کربلا [سانحہ جامعہ تعلیم القرآن، راولپنڈی]	نومبر ۲۰۱۳/۴۸-۵۰
سمیع الحق، مولانا	بے اصول سیاست کا سرکس	ستمبر ۲۰۱۴/۱۰-۱۱

وفیات

ابوالمعز حقانی	مفکر، دانا راز اور خیر خواہ اُمت مولانا افتخار صدیقیؒ کی وفات	جولائی۲۰۱۴/۵۳-۵۹

حامد الحق حقانی ○مولانا غلام ربانی محبؒ بابا جی کی وفات، اکتوبر۲۰۱۳/۶۳ ○ مولانا قاضی فضل اللہ کے والد حاجی مصباح اللہ کا انتقال، نومبر۲۰۱۳/۶۱ ○ شیخ الحدیث مولانا عبدالستار اخونزادہ کی وفات، دسمبر۲۰۱۳/۶۱ ○ شیخ الحدیث مولانا علاؤالدین کی وفات، دسمبر۲۰۱۳/۶۱ ○ مخلصینِ دارالعلوم حقانیہ کی عزیز خواتین کا انتقال، دسمبر۲۰۱۳/۶۱ ○ چند قدیم فضلاءِ حقانیہ کی وفات، جنوری۲۰۱۴/۸۲ ○ دارالعلوم کے باورچی لقمان خان کی مدینہ منورہ میں وفات، جون۲۰۱۴/۶۱ ○ مولانا مفتی عثمان یار خان شہیدؒ، جون۲۰۱۴/۴۹-۵۰ ○ دارالعلوم کے مخلصین کی وفات، جولائی۲۰۱۴/۶۱ ○ مولانا افتخار صدیقیؒ کی وفات، جولائی۲۰۱۴/۶۱

راشد الحق سمیع، حافظ	آہ! مفتی عثمان یار خان کی شہادت [اداریہ]	جنوری۲۰۱۴/۵-۶
راشد الحق سمیع، حافظ	ایک جانثار میاں محمد عارف ایڈووکیٹ کی وفات [اداریہ]	جون۲۰۱۴/۳
راشد الحق سمیع، حافظ	مولانا محمد زبیر الحسن کاندھلویؒ کی وفات [اداریہ]	جون۲۰۱۴/۴
راشد الحق سمیع، حافظ	کرنل محمد اعظمؒ کی وفات [اداریہ]	جون۲۰۱۴/۵
محمد عمر فاروق	مولانا حافظ مہر محمد میانوالیؒ کی وفات [مکتوب]	نومبر۲۰۱۳/۵۸

فقہ واجتہاد

ابوالمعز	''سزائے موت'' کے قانون کا تعطل اور حکومت کے غیرتِ ایمانی کا امتحان	نومبر۲۰۱۳/۴۴-۴۷
احمد خان	حلال آگہی وتحقیقاتی کونسل' کراچی کا دوروزہ سیمینار [مکتوب]	نومبر۲۰۱۳/۵۶
رضی الاسلام ندوی	اسپرم بنک: تصور، مسائل اور اسلام نقطۂ نظر [۲/اقساط]	جولائی۲۰۱۴/۴۱-۴۹، اگست۲۰۱۴/۲۵-۳۳
سجاد الحجابی	مناظرے کا دینی مقام اور تاریخی پس منظر	جنوری۲۰۱۴/۶۹-۷۷
ادارہ (مبصر)	اُصولِ الہدایہ از مفتی غلام قادر نعمانی	اگست۲۰۱۴/۶۳

عبادات

انوار الحق، مولانا	رمضان المبارک، اعمالِ حسنہ کا موسم بہار [خطبہ جمعہ]	جولائی۲۰۱۴/۱۹-۲۷
انوار الحق، مولانا	زکوٰۃ کی اہمیت وفضیلت [خطبہ جمعہ]	اگست۲۰۱۴/۱۸-۲۴
سعید الحق جدون	رمضان رحمتوں کا موسم بہار	جولائی۲۰۱۴/۳۷-۴۰
انوار الحق، مولانا	قربانی کی فضیلت اور اہمیت [خطبہ جمعہ]	ستمبر۲۰۱۴/۲۲-۳۰
سعید الحق جدون	قربانی پر اعتراضات کا جائزہ	ستمبر۲۰۱۴/۵۴-۵۸
ادارہ (مبصر)	رکعاتِ تراویح ایک تحقیقی جائزہ از ظہور احمد الحسینی	جنوری۲۰۱۴/۸۶
ادارہ (مبصر)	صلوٰۃ تنجینا فضائل، فوائد وبرکات از نثار احمد الحسینی	نومبر۲۰۱۳/۶۲

اسلام اور معاشرت

انوار الحق، مولانا	بدنظری کی تباہ کاریاں اور اُس کا علاج [خطبہ جمعہ]	دسمبر۲۰۱۳/۲۰-۲۴

انوارالحق،مولانا	تضحیک واستہزا......ایک معاشرتی ناسور [خطبہ جمعہ/۲اقساط]	اکتوبر۲۰۱۳/۱۷-۲۲، نومبر۲۰۱۳/۱۸-۲۳
انور جمال قاسمی	پردہ میں بے پردگی کا رجحان	دسمبر۲۰۱۳/۵۵-۵۸
حقانی میاں قادری	مُورمُون چرچ اور ایک سے زائد شادیوں کا عمل	دسمبر۲۰۱۳/۴۵-۴۸
ذاکر حسن نعمانی	بوقتِ ضرورت اسقاطِ حمل کی انتہائی مدت	جون۲۰۱۴/۴۳-۴۸
محمد اسرار بن مدنی	ماحول اور صحت اسلام کے ترازو میں	اکتوبر۲۰۱۳/۵۷-۵۹
محمد اسلام حقانی	پاکستانی الیکٹرانک میڈیا میں عریانیت [مکتوب]	نومبر۲۰۱۳/۵۸
ریحان اختر قاسمی	اسلام کا تصور جہاد وامن	ستمبر۲۰۱۴/۳۱-۳۶

ادارہ (مبصر)	زنا کی سنگینی اور اس کے برے اثرات از ڈاکٹر فضل الٰہی	اکتوبر۲۰۱۳/۶۴
م-ا-م (مبصر)	دغا بازی ایک ناسور از اظہار الحق حقانی	جون۲۰۱۴/۶۳

فتنہ مغرب

حقانی میاں قادری	مُورمُون چرچ اور ایک سے زائد شادیوں کا عمل	دسمبر۲۰۱۳/۴۵-۴۸
محمد اسلام حقانی	کیا سائنس قرآنی معجزہ ہے؟	جنوری۲۰۱۴/۵۸-۶۸
محمد اسلام حقانی	مغربی تہذیب اور اس کے مظاہر فتنوں کا سرچشمہ	دسمبر۲۰۱۳/۴۹-۵۳
محمد اسلام حقانی	مغربی فکر اور فلسفہ سے آگاہی [مکتوب]	اکتوبر۲۰۱۳/۶۱

سیرت النبی ﷺ

انوارالحق،مولانا	اسرا و معراجِ رسولؐ [خطبہ جمعہ]	جنوری۲۰۱۴/۲۰-۲۵
ظفر دارک قاسمی	سیرتِ نبویؐ کی معنویت، عصرِ حاضر کے تناظر میں	جولائی۲۰۱۴/۲۸-۳۶
ظفر وارک قاسمی	رسولِ کریمؐ کے دعوتی مکاتیب کی معنویت عہدِ حاضر میں	نومبر۲۰۱۳/۲۴-۲۹
عتیق الرحمٰن سنبھلی	رحمتِ عالمؐ نے اپنا یومِ پیدائش کیسے منایا؟	جنوری۲۰۱۴/۴۷-۴۸
نغمہ پروین	عورتوں کے حقوق سیرت نبویؐ کی روشنی میں	ستمبر۲۰۱۴/۳۷-۴۷

سیر وسوانح اور تذکرے

خالد عثمان حقانی	مولانا سیّد حسین احمد مدنی اور علامہ محمد اقبال کا باہمی تعلق [ایک غلط فہمی کا ازالہ]	اکتوبر۲۰۱۳/۲۳-۳۴
عرفان الحق حقانی	عہد طالب علمی میں مولانا سمیع الحق مدظلہ کے علمی منتخبات [قسط ۲۴ تا ۳۰]	اکتوبر۲۰۱۳/۴-۱۶، نومبر۲۰۱۳/۵-۱۷، دسمبر۲۰۱۳/۹-۱۹، جنوری۲۰۱۴/۷-۱۹، جون۲۰۱۴/۶-۱۲، جولائی۲۰۱۴/۷-۱۸، اگست۲۰۱۴/۶-۱۷، ستمبر۲۰۱۴
محمد اسرار ابن مدنی	ایک دن کرنل محمد اعظم کے ساتھ	جولائی۲۰۱۴/۵۰-۵۲
محمد سرور شفقت	علامہ اقبال اور عشقِ رسولؐ	دسمبر۲۰۱۳/۳۵-۴۴
محمد اسعد عمر مدنی	مولانا جلال الدین رومیؒ اور ان کی مثنویؒ	ستمبر/۴۸-۵۳

ادارہ (مبصر)	امام ابوحنیفہؒ پر اعتراضات کا علمی جائزہ از مولانا شیر علی شاہ	نومبر۲۰۱۳/۶۲
ادارہ (مبصر)	تذکرہ حضراتِ شیخین (مولانا فضل الٰہی منصوریؒ+مولانا شمس الہادیؒ) از حمد اللہ یوسف زئی	جنوری۲۰۱۴/۸۴
ادارہ (مبصر)	تذکرہ وسوانح امام الہند ابوالکلام آزاد از مولانا عبدالقیوم حقانی	نومبر۲۰۱۳/۶۳
ادارہ (مبصر)	تذکرۃ العطاء (مولانا عطاء الرحمٰن شہیدؒ، کراچی) از محمد زین العابدین	جنوری۲۰۱۴/۸۵

گوشۂ مولانا محمد ابراہیم فانیؒ

محمد نعیم حقانی	تیری یاد کب تک رلائے گی، اے فانی	مارچ۲۰۱۴/۲۰۴-۲۰۶
عبدالقدیر خان، ڈاکٹر	مکتوبِ گرامی	مارچ۲۰۱۴/۲۰۷
سراج الاسلام سراج	مولانا ابراہیم فانی بحیثیت شاعر و ادیب	مارچ۲۰۱۴/۲۰۸-۲۱۵
محمد افضل رضا	فانی صاحب کی کہانی خودان کی زبانی	مارچ۲۰۱۴/۲۱۶-۲۱۹
محسن احسان	فانی صاحب کا اسلوبِ سخن	مارچ۲۰۱۴/۲۲۰
عبدالمعبود، مولانا	باغ و بہار شخصیت	مارچ۲۰۱۴/۲۲۱
ابرار خٹک	مولانا محمد ابراہیم فانی ”تا نہ پنداری کہ تنہا می روی“	مارچ۲۰۱۴/۲۲۲-۲۲۵
سلیم بہادر ملکانوی	دردِ آشنا	مارچ۲۰۱۴/۲۲۶-۲۲۸
محمد اسعد مدنی	شمع روشن بجھ گئی بزمِ سخن ماتم میں ہے	مارچ۲۰۱۴/۲۲۹-۲۳۱
حمد اللہ یوسفزئی	تخلیق کار، ادیب و شاعر	مارچ۲۰۱۴/۲۳۲-۲۴۷
فضل اللہ، قاضی	مکتوب	مارچ۲۰۱۴/۲۴۸
فیوض الرحمٰن، قاری	مکتوب	مارچ۲۰۱۴/۲۴۹
محمد ادریس، مولانا	مکتوب	مارچ۲۰۱۴/۲۴۹-۲۵۰
محمد ابراہیم فانیؒ مولانا	مکتوب بنام مولانا سمیع الحق [سفرِ حج]	مارچ۲۰۱۴/۲۵۱-۲۵۵
محمد اسعد ثانی، مفتی	حضرت فانی کا حدیث نبویؐ سے عاشقانہ اور والہانہ تعلق	مارچ۲۰۱۴/۲۵۶-۲۵۹
جان محمد جان	تذکرہ محبوبؐ کے دیار کا اضطراب، فانیِ بے قرار	مارچ۲۰۱۴/۲۶۰-۲۶۱
زبیر احمد، مولانا	عاشقِ رسولِ خداؐ، عالمِ باعمل، یادگارِ اسلاف	مارچ۲۰۱۴/۲۶۲-۲۶۵
محمد قاسم حقانی	حرمین شریفین سے عقیدت و محبت	مارچ۲۰۱۴/۲۶۶-۲۶۹
عابد ودود	فنا کے ہاتھ تحلیل ہو رہی ہے حیات	مارچ۲۰۱۴/۲۷۱-۲۷۰
محمد اسعد مدنی	اشک ہائے غم	مارچ۲۰۱۴/۲۷۲
سلطان فریدی	نعت	مارچ۲۰۱۴/۲۷۳
ابرار حسین الرستمی	قصیدة فی رثآ	مارچ۲۰۱۴/۲۷۴
محمد فضل عظیم اسعد	مَا لَا یَا اَخِیُ! سِرَاجَ المَحَافِلِ	مارچ۲۰۱۴/۲۷۵-۲۷۶
محمد ابراہیم فانیؒ	داستانِ دلکشا در زمانِ ابتلا [خودنوشت]	جنوری۲۰۱۴/۴۹-۵۱، جون۲۰۱۴/۵۱-۵۵
عبدالمعبود، مولانا	مولانا ابراہیم فانیؒ پر خصوصی اشاعت [مکتوب]	جون۲۰۱۴/۵۶
سلیم بہادر ملکانوی	مولانا ابراہیم فانیؒ پر خصوصی اشاعت [مکتوب]	جون۲۰۱۴/۵۶
اسعد مدنی، مولانا	مولانا ابراہیم فانیؒ پر خصوصی اشاعت [مکتوب]	جون۲۰۱۴/۵۷

گوشۂ شفیق الدین فاروقیؒ

ادارہ	تعزیتی مکتوبات [شفیق الدین فاروقی کی وفات پر علما و مشاہیر کے مکتوبات]	اگست۲۰۱۴/۵۶-۶۰
حامد الحق حقانی	جناب شفیق الدین فاروقی کے لیے دُعائے صحت کی اپیل	اکتوبر۲۰۱۳/۶۳
حامد الحق حقانی	مولانا شفیق الدین فاروقی کی تعزیت کے لیے مہمانوں کی آمد	اگست۲۰۱۴/۶۱
حبیب اللہ حقانی	ساعتے با اہلِ حق [شفیق الدین فاروقی کی یاد میں]	اگست۲۰۱۴/۴۳-۵۰
راشد الحق سمیع، حافظ	ماہنامہ الحق کے مدیر معاون شفیق الدین فاروقی کی المناک جدائی [اداریہ]	اگست۲۰۱۴/۲-۵

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلیٰ سَیِّدِنَا مُحَمَّدِنِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَ عَلیٰ اٰلِہٖ وَسَلِّم تَسلِیمًا

اے بی سی آڈٹ بیوروسرکولیشن کی مصدقہ اشاعت

ماہنامہ الحق اکوڑہ خٹک

جلد نمبر 49
شمارہ نمبر 12
ذیقعدہ، ذی الحجہ ۱۴۳۵ھ
ستمبر ۲۰۱۴ء

مدیر اعلیٰ: حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ
نگران: حضرت مولانا انوار الحق صاحب مدظلہ
مدیر: حافظ راشد الحق سمیع حقانی

اس شمارے کے مضامین

ماہنامہ الحق دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک ضلع نوشہرہ (خیبر پختونخوا) پاکستان۔
فون نمبر: +92 923 -630435
فیکس نمبر: +92 923 -630922
ای میل: Email: editor_alhaq@yahoo.com
فیس بک ایڈریس: facebook\Alhaq Akora Khattak
ویب سائٹ: www.jamiahaqqania.edu.pk
سالانہ بدل اشتراک اندرون ملک فی پرچہ -/30 روپے۔ سالانہ -/350 روپے۔ بیرون ملک 35$ امریکی ڈالر
پبلشر: مولانا سمیع الحق ' مہتمم جامعہ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک۔ منظور عام پریس پشاور۔
کمپوزنگ: بابر حنیف

نقش آغاز بسم اللہ الرحمن الرحیم مولانا سمیع الحق صاحب کا اہم پالیسی بیان

بے اصول سیاست کا سرکس

عمران، قادری آزادی کیلئے پہلے قوم کو امریکی غلامی سے نکالیں، سیاست خدمت کی بجائے اقتدار کی جنگ بن گئی۔

۷ ستمبر ۲۰۱۴ء کو پشاور پردہ باغ میں جمعیۃ علماء اسلام کے زیراہتمام ''خدمات جمعیۃ علماء اسلام'' کے عنوان سے ایک عظیم الشان کانفرنس منعقد ہوئی جس میں جمعیت علماء اسلام کے سرکردہ رہنماؤں کے علاوہ جمعیت کے سربراہ حضرت مولانا سمیع الحق صاحب نے بھی تفصیلی خطاب فرمایا، چونکہ ملک میں جاری سیاسی بحران اور سیاسی محاذ پر بڑھتی تلخی و بے چینی، اسلام ملک، آئین، عدلیہ اور عوامی حقوق کیلئے انتہائی خطرناک ہے۔اس بارہ میں جمعیۃ (س) کا موقف کیا ہے، لہٰذا موضوع کی اہمیت کے پیش نظر مولانا مدظلہ کے بیان کے چند اہم نکات کو ادارتی صفحات میں جگہ دی جارہی ہے۔......................................(ادارہ)

جمعیت علماء اسلام کے سربراہ مولانا سمیع الحق نے کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ حکومت اور اپوزیشن پارلیمنٹ میں جمہوریت کیلئے نہیں بلکہ مفادات کے تحفظ کیلئے متحد ہوئی ہیں ملک کی کوئی بھی سیاسی جماعت جس کا کوئی بھی نظریہ ہو، کا محور صرف اقتدار کا حصول ہے۔عمران خان اور قادری کو اگر واقعی ملک کی آزادی چاہیے تو انہیں سب سے پہلے قوم کو امریکی غلامی سے نکالنا ہوگا۔ ملک میں مفادات کی سیاست ہورہی ہے،اصولی سیاست اور نظریہ بالکل غائب ہوگیا ہے جس کی وجہ سے آج سیاست خدمت کے بجائے تجارت بن گئی ہے،اقتدار کا حصول سیاسی جماعتوں کی منزل مقصود ٹھہری ہے چاہے کوئی بھی سیاسی جماعت ہو اقتدار کے حصول کیلئے جنگ لڑ رہی ہے۔مولانا سمیع الحق نے کہا کہ کئی سال سے قوم امریکی غلام ہے قادری اور عمران خان اگر واقعی قوم کو آزاد کرنا چاہتے ہیں تو اس مقصد کیلئے وہ ہمارے ساتھ مل کر قوم کو امریکی غلامی سے نجات دلائیں۔ انہوں نے کہا کہ پارلیمنٹ میں اپوزیشن اور حکومت ایک ہی صفحے پر ہے کیونکہ دونوں کے مفادات اپنے اقتدار اور کرسی کے تحفظ کیلئے ہیں۔تمام سیاسی و مذہبی جماعتوں نے نظریے کی سیاست کو ہمیشہ کیلئے دفن کردیا ہے۔اب یہ جماعتیں ہر حکومت کے ساتھ شامل باجا بن کر آگے پیچھے ہوتی ہیں۔بدقسمتی سے اسلامی نظریاتی

جماعتیں بھی ''اسٹیٹس کو'' کی ترجمان بن چکی ہیں اور دن رات مغربی جمہوریت کے گسالہ پرستی کے تقدس کا راگ الاپ رہی ہیں جو کہ باعث افسوس ہے۔مولانا سمیع الحق نے کہا کہ مغربی جمہوریت اصل میں اسلامی نظام کے خلاف سب سے بڑی رکاوٹ ہے،نواز شریف تو تیس برس سے بار بار آزمائے جا چکے ہیں یہ جب بھی اقتدار میں آتے ہیں سب سے پہلے اپنے ساتھیوں پر چھری پھیرتے ہیں،انہوں نے کہا کہ نواز شریف نے امریکی ایما پر پارلیمنٹ سے شریعت بل کو ختم کیا اور وہ امریکی مفادات کیلئے ہمیشہ کام کرتے رہے ہیں۔اسی لئے اِس بحران میں بھی امریکہ، برطانیہ اور دیگر تمام اسلام دشمن حکومتیں موجودہ حکومت کو بچانے میں لگی ہوئی ہیں۔دوسری جانب عمران خان اور طاہر القادری نے دھرنوں کے نام پر پورے ملک میں اودھم مچا رکھا ہے اور اسلام آباد اور ملک کی معیشت کو تقریباً مفلوج کر دیا ہے۔ٹی وی پر مادر پدر آزاد مغربی کلچر کو اِن دھرنوں کے ذریعے پھیلایا جا رہا ہے۔عمران خان نے تبدیلی کا نعرہ لگایا،نیٹو سپلائی،ڈرون حملوں کی بندش اور امریکی مخالفت کے باعث اِس نے بہت جلد عوام میں پذیرائی حاصل کی لیکن طاہر القادری کیساتھ مل کر اور ناچ گانے اور موسیقی پر مبنی نئی طرز سیاست کی طرح ڈال کر اِس نے اپنی سیاسی ساکھ کو ناقابل تلافی نقصان پہنچایا ہے۔معلوم نہیں کہ اِن کے نتیجے میں ملک وملت آنے والے دِنوں میں کس سمت میں جانے والے ہیں؟ اِس وقت پاکستانی سیاست مکمل طور پر دونوں جانب مغربی قوتوں کے ہاتھوں یرغمال ہو چکی ہے۔موجودہ سیاسی کشمکش انتشار،اضطراب اور بڑھتی ہوئی دونوں جانب سے غیر سیاسی سنجیدگی،تعصب،نفرت، عداوت، عدمِ برداشت نے گھر گھر آگ کی چنگاریاں بھڑکا دیں ہیں۔جمعیۃ علماء اسلام (س) اِن دونوں قوتوں کی رسہ کشی سے مکمل لاتعلق رہ کر صرف اِن کیلئے دعا ہی کر سکتی ہے،کیونکہ دونوں کا طرزِ عمل نہایت ہی افسوسناک اور ناقابل فہم ہے۔

مولانا سمیع الحق نے کہا کہ اس وقت آدھا ملک سیلاب میں ڈوبا ہوا ہے لیکن اقتدار کے حصول کیلئے تمام اختلافات کو پس پشت ڈال دیا گیا ہے اور قوم کو سیلاب کے رحم و کرم پر چھوڑ دیا گیا ہے،اسلئے جے یو آئی (س) کے کارکن حکمرانوں کے بجائے خود آگے بڑھ کر سیلاب زدگان کی امداد کریں اور انہیں حکمرانوں کے رحم و کرم پر نہ چھوڑیں، کیونکہ سیلاب زدگان کے لئے آنے والی امداد متاثرین پر نہیں بلکہ حکمرانوں کی تجوری میں چلی جاتی ہے، نیز مولانا نے صوبائی اور وفاقی حکومتوں پر زور دیا کہ وہ لاکھوں متاثرین وزیرستان کی امداد اور دیکھ بھال کیلئے اپنی توانائیاں صرف کریں کیونکہ متاثرین وزیرستان کی تمام دیکھ بھال اوران کے مسائل کا حل اولین فریضہ ہے۔موجودہ بدترین سیلاب اور ملکی سیاسی ابتری بھی وزیرستان آپریشن اور متاثرین کی آہوں کا اثر معلوم ہو رہا ہے۔

مرتب: مولانا حافظ عرفان الحق اظہار حقانی*

عہد طالبعلمی میں مولانا سمیع الحق مدظلہ کے علمی منتخبات

قسط (۳۱)

عم محترم حضرت مولانا سمیع الحق صاحب دامت برکاتہم آٹھ نو سال کی نوعمری سے معمولات کی ڈائری لکھنے کے عادی تھے۔ ان ڈائریوں میں آپ اپنے ذاتی اور عظیم والد شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحقؒ کے معمولات شب و روز اور اسفار کے علاوہ اعزہ و اقارب، اہل محلّہ و گردوپیش اور ملکی و بین الاقوامی سطح پر رونما ہونے والے احوال و واقعات درج فرماتے۔ آپکی اولین ڈائری ۱۹۴۹ء کی لکھی ہوئی ہے۔ جس سے آپ کا ذوق اور علمی شغف بچپن سے عیاں ہوتا ہے۔ احقر نے جب ان ڈائریوں پر سرسری نگاہ ڈالی گئی تو معلوم ہوا کہ جابجا دوران مطالعہ کوئی عجیب واقعہ، تحقیقی عبارت، علمی لطیفہ، مطلب خیز شعر، ادبی نکتہ اور تاریخی عجوبہ آپ نے دیکھا تو اسے ڈائری میں محفوظ کرلیا۔ اس پر دل میں خیال آیا کہ کیوں نہ مطالعہ کے اس نچوڑ اور سینکڑوں رسائل اور ہزارہا صفحات کے عطر کشید کو قارئین کے سامنے پیش کیا جائے جس سے آئندہ آنے والی نسلیں اور اسیرانِ ذوقِ مطالعہ استفادہ کرسکیں۔ تاہم یہ واضح رہے کہ نہ تو یہ مستقل کوئی تالیف ہے اور نہ ہی شائع کرنے کے خیال سے اسے مرتب کیا گیا ہے۔ اسلئے ان میں اسلوب کی یکسانیت اور موضوعاتی ربط پایا جانا ضروری نہیں...... (مرتب)

۱۹۶۳ء

مولانا شیر علی شاہ کے ساتھ سفر لاہور:

۷ مئی ۱۹۶۳ء: لاہور صبح نو بجے مولانا شیر علی شاہ کی رفاقت میں پہنچا۔ حضرت لاہوری کے مزار پر فاتحہ خوانی کی۔ شیرانوالہ دفتر خدام الدین میں قیام رہا، لاہور کا یہ سفر مولانا شیر علی شاہ کے واٹر پمپ کے سلسلے میں ہوا۔

حضرت مولانا قاری طیب مدظلہ سے ملاقات:

۸ مئی: قاری محمد طیب مدظلہ کی ملاقات بر مکان حاجی شفیع کاشانہء قاسمی سمن آباد میں ہوئی، رات کو ان کے ساتھ ابراہیم گارڈین گلبرگ 9 کی دعوت میں شرکت کی۔

۹ مئی: حضرت قاری صاحب نے بعد از نماز فجر مسجد طیب سمن آباد میں درس قرآن دیا جس میں شرکت کی سعادت پائی۔

دیگر اکابرین سے ملاقاتیں اور معیت:

۱۰رمئی ۱۹۶۳ء: صبح حضرت مولانا عبیداللہ انور کے ساتھ منٹو پارک اور شاہی مسجد کی سیر کی۔ چائے مولانا عزیز الحق شاہی مسجد نے پلائی۔دس بجے مولانا انور کے ساتھ حاجی شفیع کے مکان پر گئے۔حضرت قاری محمد طیب صاحب نے ان کی لڑکی کا نکاح پڑھایا اور تقریر کی۔نماز جمعہ سے قبل حضرت قاری صاحب کی تقریر شیرانوالہ گیٹ میں سنی۔شام کو خیبر میل سے واپس ہوئے۔(اس سفر میں مولانا محمد ادریس کاندھلوی' قاضی احسان احمد شجاع آبادی' مولانا خیر محمد جالندھری' مولانا خالد محمود وغیرہ سے بھی ملنے کا اتفاق ہوا۔)

الحاج عباس خان کی حرمین سے واپسی پر استقبال:

۱۶رمئی: آج راولپنڈی الحاج عباس خان کے حرمین سے واپسی پر استقبال کے لئے جانا ہوا،جہاں قاری سعید الرحمٰن سے بھی ملاقات ہوئی۔

قومی اسمبلی میں مشرقی پاکستان کے اسلامی محاذ کے علماء کرام کی دارالعلوم آمد:

۲۱مئی: قومی اسمبلی میں مشرقی پاکستان کے اسلامی محاذ کے ارکان مولانا عباس علی خان محرک تنسیخ عائلی آرڈیننس ،مولانا اے کے یوسف اور مولانا شمس الرحمٰن صاحب دارالعلوم تشریف لائے اور معائنہ کیا پھر ہال میں طلبہ سے خطاب کیا، والد صاحب کے درس حدیث میں بھی شریک ہوئے، بندہ نے سپاسنامہ پیش کیا،۵ بجے واپس ہوئے۔

اہل محلّہ سے ناراضگی:

۲۱ جون: ایک طالب علم محمد کلام بنوی مسجد کے غسل خانہ میں نہانے پر ملک امرالٰہی صاحب اور اس کے لڑکے گلزار کے ساتھ جھگڑا ہوا۔ ملک صاحب اور اس کے بھائی اور بعض رشتہ دار عبداللہ، فضل کریم اور رحیم بخش نے طلبہ کو برا بھلا کہا،والد ماجد کی دل شکنی بھی کی۔جس کی وجہ سے والد ماجد نے جمعہ کی شام سے اہل محلّہ کی مسجد سے مقاطعہ کیا،یاد رہے والد ماجد مدظلہ سے بدترین حالت میں بھی صبر وتحمل کا دامن نہیں چھوٹا مگر جب ایک دینی طالب علم جو مہمان رسول کا درجہ رکھتا ہے اس کی توہین وتذلیل کی بات آئی تو برداشت نہیں ہوئی، یہ ان کی زندگی کا پہلا واقعہ آیا واذا تعدی الحق لم یقیم لغضبہ شیئی والی صورتحال کی پیروی اس میں نظر آتی ہے۔اس محلّہ کے لوگوں کی ناگفتہ بہ حالت پر حیرانگی ہوئی۔رب انی دعوت قومی لیلاً ونہاراً فلم یزدھم دعائی الا فرارا۔

۲۲؍جون: تمام گاؤں والوں نے والد ماجد کے ساتھ مقاطعہ پر ہمدردی کا مظاہرہ شروع کیا اور ہر طرح کی خدمات اور قربانیاں دینے کی پیشکش کیں۔ والد ماجد نے صبر و تحمل کی تلقین کی۔

دارالعلوم کی نئی مسجد میں پہلا جمعہ احقر کی امامت:

۲۸؍جون ۶۳ء: دارالعلوم کی زیرتعمیر جامع مسجد میں پہلی بار نماز جمعہ پڑھی گئی۔ خطبہ اور امامت و تقریر کی سعادت (بوجہ عدم موجودگی والد ماجد مدظلہ) اللہ تعالیٰ نے اس ناچیز کو دی۔ تقریر ذات خداوندی کے موضوع پر ہوئی۔ مسجد کا اندرونی حصہ بھرا ہوا تھا۔

شیخ الحدیث کا لنگر کسی مری کا سفر:

والد ماجد مدظلہ مری کے موضع لنگر کسی ایک دینی اجتماع میں شرکت کیلئے صبح روانہ ہوئے، نماز جمعہ انہوں نے پنڈی میں پڑھی۔

مولانا عبداللہ کاکاخیل کی مدینہ سے آمد استقبال اور کل جماعتی کانفرنس میں شرکت:

برادرم مولانا عبداللہ کاکاخیل کے استقبال کیلئے مولانا شیر علی شاہ صاحب کے ساتھ راولپنڈی بذریعہ ریل کار جانا ہوا۔ درمیانی رات میں وہاں جماعت اسلامی کے زیراہتمام ایک کل جماعتی اجلاس میں شرکت کی۔ مولانا مودودی مولانا نیازی، چودھری محمد حسین چٹھہ، اختر الدین بنگالی، ابوالکلام یوسف، ایم این اے وغیرہ کی تقریریں سنیں۔ صبح پانچ بجے پنڈی واپس آیا۔ برادرم عبداللہ سے ملاقات ہوئی۔ اور ساتھ ہی واپس ہوا۔ موصوف مدینہ طیبہ سے ایک سال بعد واپس لوٹے۔

شیخ الحدیث کا قومی اسمبلی کے اجلاس میں بطور مہمان شرکت:

۲؍جولائی: والد ماجد مری سے واپس ہوئے، انہوں نے راولپنڈی میں مفتی محمود صاحب کی رہنمائی میں قومی اسمبلی کے اجلاس میں بھی بطور مہمان شرکت کی۔ قومی اسمبلی آراے بازار چھاؤنی علاقہ میں ایک پرانی عمارت میں تھی۔

دارالعلوم حقانیہ میں سہ ماہی امتحانات ختم ہوئے۔

مولانا عبدالحق، نافع گل کی مجلس میں حاضری:

برادرم سعید الرحمٰن کی رفاقت میں برادرم عبداللہ کاکاخیل (متعلم جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ) کی زیارت کیلئے زیارت کاکا صاحب جانا ہوا۔ رات وہاں ٹھہرے، صبح حضرت مولانا نافع گل صاحب کی مجلس سے لطف اندوز ہوئے۔

۴؍جولائی: برادرم عبداللہ سخاکوٹ اور برادرم سعید الرحمٰن راولپنڈی واپس ہوئے۔

شیخ الحدیث کا دارالعلوم کی مسجد میں پہلی دفعہ جمعہ کی امامت:

۵؍جولائی: والد ماجد نے پہلی دفعہ دارالعلوم حقانیہ کی زیرِتعمیر مسجد میں نماز جمعہ پڑھائی۔

شیخ الحدیث کے پاس اہل محلّہ کا جرگہ کے ساتھ معافی کے لئے آنا:

۹؍جولائی: بعد از نماز عصر اہل محلّہ اور بعض شرفاء اکوڑہ بشکل جرگہ والد صاحب کی خدمت میں دارالعلوم آئے اور دارالحدیث میں طلبہ واساتذہ ووالد صاحب سے ملک امر الٰہی نے اہل محلّہ کی طرف سے معافی مانگی۔ والد صاحب نے عفو کی اور مصالحت کے بعد اہل محلّہ کی مسجد سے مقاطعہ کے بعد پہلی بار مغرب کی نماز والد صاحب نے مسجد محلّہ (ککے زئی) میں پڑھائی۔

شیخ الحدیث کے ہمراہ دورہ بنوں اور خطاب:

۵؍اگست: والد صاحب کے ساتھ صبح دس بجے بنوں اڈہ پہنچے' احباب اور فضلاء دارالعلوم و متعلقین سیرت کمیٹی نے استقبال کیا۔ جیپ میں گئے۔ تمام دن ٹھہرنا ہوا۔ عصر کے بعد بنوں چھاؤنی وشہر کی سیر کی ،رات کو میلاد پاک میں عظیم اجتماع میں بندہ نے ضرورتِ نبوت پر تقریر کی۔ بعد میں ڈھائی گھنٹہ تک والد صاحب کی تقریر پر جلسہ کا اختتام ہوا۔

بنوں میں احقر کی مصروفیات:

۶؍اگست: صبح والد صاحب واپس ہوئے اور میں احباب و متعلقین کے اصرار پر ٹھہر گیا۔ صبح جاتے وقت والد صاحب نے مدرسہ معراج العلوم میں مولانا عجب نور صاحب سے مختصر ملاقات کی۔ ان کی واپسی کے بعد بذریعہ تانگہ مولانا صدیق شاہ صاحب کے ہمراہ ان کے گاؤں جانا ہوا۔ راستہ میں مقام میراخیل میں مدرسہ عربیہ میں تھوڑی دیر ٹھہرا۔ جس کے مہتمم واساتذہ دارالعلوم کے فضلاء میں سے ہیں۔ رات کو مولانا صدیق شاہ کی جائے اقامتِ کوٹکہ حاجی اول دین میں ٹھہرا۔

اردگرد دیہات سے بعض حضرات ہماری ملاقات کیلئے آئے ،ان کے سامنے بھی تقریر کی۔

۷؍اگست: ماسٹر جمال الدین مولانا عمر شاہ اور مولانا صدیق شاہ وغیرہ کے ساتھ ان کے جائے قیام سے غوریوالہ آنا ہوا۔ غوریوالا بنوں سے ساڑھے نو میل مشرق کی جانب ہے۔ دن کو غوریوالہ میں قیام جناب ڈاکٹر محمد یعقوب صاحب و جناب ماسٹر جمال الدین کے ہاں رہا۔

ہدیۃ الشیعہ کا مطالعہ:

۱۶رستمبر: ہدیۃ الشیعہ مصنف حجۃ الاسلام مولانا نانوتویؒ کا مطالعہ ان ایام میں جاری رہا۔

۱۹۶۴ء کی ڈائری

سفرِ حج میں موصولہ مکتوبات:

مولانا عبدالقدوس قاسمی فاضل دیوبند پشاور یونیورسٹی کا مکتوب

۱۳رجنوری:

عزیزی السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ خیریت اور رحلات ومشاغل کی اطلاع اس حد تک جس حد تک آپ حضرت میاں صاحب کو ان کی تفصیلات لکھ دیئے ہیں۔ مجھے بھی مل جاتی ہے، سستی اور بے ترتیبی فرائض کے انجام دینے میں اس قدر بڑھ گئی ہے کہ اگر اس وقت یہ سطور (جو بے موقع اور ناشائستگی کے ساتھ لکھی جارہی ہیں) لکھنے میں تأمل کروں تو شاید دوسرا موقع مہینوں میں میسر نہ ہو۔ اس لئے یہ سطور اس غرض سے تحریر میں لارہا ہوں کہ تذکرہ بنیں۔ اور آپ مجھے دعاؤں میں یاد فرمائیں۔ رفقاء مولانا عبدالغفور صاحب اور نمکانی صاحب کو میرا سلام پہنچادیں اور جامعہ کے روزمرہ کے نصاب میں کوئی اضافہ ہوا تو اطلاع بخشیں۔ والسلام محمد عبدالقدوس قاسمی، پشاور

ناظم مولانا سلطان محمود کا مکتوب روضہ رسول اللہ ﷺ پر صلاۃ وسلام پیش کرنے کی درخواست:

۱۵رجنوری: مخدومی المکرّم سید الموجودات ﷺ کے روضہ اطہر پر بندہ عاصی روسیاہ سلطان محمود کا صلوۃ وسلام نیاز مندانہ عرض کرکے پھر شیخینؓ کی خدمت میں سلام عرض فرماویں۔ دولت ایمان نصیب ہونے کی دعا فرماویں۔ اور شفاعت نصیب ہونے کی التجا فرماویں۔ اتباع سنت بیضاء نصیب ہونے کی درخواست فرماویں۔ ملتزم کے ساتھ اس خادم کے لئے گڑگڑا کر دعائے مغفرت وعافیت اور خلف صالح نصیب ہونے کی التجا فرماویں۔ بندہ کی پریشانیوں اور مشکلات رفع ہونے کی دعا فرمادیں اور ہر پیشی پر اس خادم کو یاد رکھیں۔ آپ سے معافی کی درخواست ہے، بندہ کی کوتاہیوں سے درگزر فرمادیں۔ نیز حرمین الشریفین میں بار بار مقبول حاضری کی سعادت نصیب ہوجائے۔

مولانا شیر علی شاہ کا مکتوب زیارت حرمین نصیب ہونے کیلئے دعا و درخواست:

۱۷رجنوری: محترم سمیع الحق ومکرم قاری سعید الرحمٰن ومطاعی عبداللہ کا کاخیل۔ ایدکم اللہ جمعکم ویوفقکم لمرضیاتہ۔ آپ حضرات سے گزارش ہے کہ مقامات مقدسہ، لمحات سعیدہ میں جب بھی

اپنے لئے دعا کے لئے لجاجت وانکساری کے ساتھ ہاتھ اٹھائیں۔ اس ادنیٰ ترین رفیق شیر علی شاہ کو بھی دعاؤں میں شریک فرمایا کریں۔ خداوند قدوس اس دور افتادہ کو بھی زیارت حرمین شریفین کی سعادت سے نوازے اور بندہ کی جملہ پریشانیاں،قرضہ جات دور فرماوے اور عمل صالحہ خاتمہ بالایمان کی سعادت بخشے۔ میری والدہ محترمہ ،والد مکرم ، بھائی بہن بھی دعاؤں کے لئے گزارشات کرتے ہیں۔ ...... شیر علی شاہ ۱۵رشعبان المعظم ۱۳۸۳ھ

شیخ الحدیث کی وفاق کی مجلس عاملہ،شوریٰ اور نصاب کمیٹی میں شرکت:

۱۸رستمبر: والد صاحب وفاق کی نصاب کمیٹی عاملہ اور شوریٰ کی میٹنگوں میں شرکت کے لئے ملتان تشریف لے گئے۔

حضرت لاہوری کی اہلیہ کی وفات پر تعزیت:

۱۹رستمبر: صبح والد ماجد ملتان سے واپسی پر لاہور میں اترے جہاں مولانا عبیداللہ انور اور مولانا حمیداللہ صاحب کے مکان پر ان کی والدہ صاحبہ (اہلیہ حضرت لاہوری) کی وفات پر تعزیت کی۔

۱۹۶۵ء کی ڈائری

صیام رمضان پمفلٹ کی طباعت:

یکم جنوری: پشاور میں حضرت والد ماجد کے خطبہ جمعہ صیام رمضان المبارک کی طباعت کے لئے پشاور گیا،شام کو بحمدللہ چناب سے گھر واپس ہوا۔

۲رجنوری: آج تہنیت شادی کیلئے مولوی احمد الرحمٰن برادر قاری سعید الرحمٰن کیلئے بہبودی حضرو جانا ہوا، جہاں انکے والد ماجد شیخ الحدیث مولانا عبدالرحمٰن صاحب مدظلہ کاملپوری سے بھی ملاقات بھی ہوئی۔

o پاکستان میں صدارتی انتخابات ہوئے ،صدر ایوب کی کامیابی۔صدر نے تقریباً ۵۰ ہزار اور مس فاطمہ جناح نے تقریباً ۳۰ ہزار ووٹ حاصل کئے۔

کوائف دارالعلوم کی طباعت:

۶رجنوری: پشاور ،کوائف دارالعلوم رپورٹ ۱۳۸۳ھ کی طباعت کیلئے جانا ہوا، جناب گل محمد (گل بناسپتی والے) سے نور محل نشتر آباد میں ملاقات ہوئی۔

شیخ الحدیث قدس سرہ کے سوانحی یادشتیں:

۷رجنوری: والد صاحب نے فرمایا کہ مجھے ۱۹۱۹ء یاد ہے کہ میں اسے تختی پر لکھا کرتا تھا۔

☆ کابل کو ہجرت کے واقعات کے ضمن میں فرمایا کہ میرے والد صاحب نے بھی بیل گاڑی خریدی تھی اور تیاری کی تھی کہ موقع ملتے ہی ہجرت کریں، بال بچوں اور سامان کیلئے بیل گاڑی مفید سمجھتے تھے۔ ہم اس وقت بہت چھوٹے تھے، یہ خوشی ہو رہی تھی کہ چلو اسباق سے چھٹی مل جائے گی۔

☆ حاجی یوسف صاحب کو فرمایا کہ میں نے آپ کے والد صاحب مولانا عبدالقادر صاحب سے سپین جماعت (سفید مسجد نزد دریائے لنڈا اکوڑہ میں) زنجانی پڑھی۔

حضرت تھانوی کے مواعظ وملفوظات سے منتشر تفسیری نکات مرتب کرنے کا آغاز:

۱۱/جنوری: بارہا یہ خیال ہوا کہ حضرت حکیم الامت تھانویؒ کے مواعظ و ملفوظات میں مختلف عنوانات سے قرآن حکیم کے اسرار و رموز وتفسیری نکات ولطائف کے جواہر منتشر ہیں اگر اسے اکھٹا کیا گیا اور سورتوں کی ترتیب سے اسے مرتب کیا جائے تو انمول ذخیرہ علوم قرآنی پر مرتب ہوگا۔ آج رات تراویح میں اس خیال نے شدت پکڑی اور یہ فیصلہ کیا کہ بے بضاعتی' نالائقی کے باوجود حتی الوسع اس کام کو شروع کیا جائے۔ السعی منی والاتمام من الله کاش اللہ تعالیٰ اس عمل کی تکمیل کی توفیق اور اسے قبولیت سے نوازے۔ اس بات کی اطلاع پر حکیم الامت کے خلفاء حضرت مولانا مفتی محمد شفیع مدظلہ مولانا ظفر احمد عثمانی جیسے اکابر نے خوشی ظاہر کی اور دعائیہ خطوط بھیجے، ان منتخبات کا ایک کافی حصہ فائلوں میں پڑا ہے، تکمیل کا موقع نہ مل سکا

نوٹ: یہ کام پھر ادارہ تالیفات اشرفیہ ملتان کے زیرنگرانی مختلف علماء نے انجام دیا، تاہم نیت و ارادہ آپ کا بھی تھا۔ اللہ اس کام کو بھی صدقہ جاریہ بنادے۔

۱۲/جنوری: حضرت تھانوی کے وعظ الودۃ الرحمانیہ جو اتفاق سے آج کل زیر مطالعہ ہے، سے تفسیری نوٹ جمع کرنے کا کام شروع کیا الرحمن علی العرش استویٰ سے ابتداء ہوئی۔

شیخ الحدیث کی مصروفیات:

۳۰/جنوری ۱۹۶۵ء: وائی ایم میقاتی صاحب جی ایم پیپر بورڈ امان گڑھ کی والدہ کے جنازہ میں شرکت کے لئے جانا ہوا، والد صاحب نے جنازہ پڑھایا اور تعزیتی تقریر کی اس موقع پر علاقہ کے لوگ اور انڈسٹریز کے حکام اور افسر موجود تھے۔

والد صاحب مردان بسلسلہ تقریب ختم قرآن گئے۔

۳۱/جنوری ۱۹۶۵: اضاخیل بالا جانا ہوا، مولانا رحیم اللہ باچا صاحب کے مکان پر تقریب ختم قرآن

مجید میں شرکت کی اور خطاب فرمایا۔

۳رفروری ۱۹۶۵ء: یوم العید ہے، والد صاحب نے عید گاہ میں اتحاد و اتفاق کے موضوع پر تقریر فرمائی

احقر کا اعزا و اقارب کے ہاں تبریک عید کے لئے جانا:

عبید (ماموں زاد) اشفاق الرحمٰن کے ساتھ جہانگیرہ برائے تبریک عید جانا ہوا اور واپسی کی۔

۴رفروری: پشاور شام کو جانا ہوا اعزہ و اقارب کو تبریک دی و ملاقاتیں ہوئیں، واپسی بمعہ حاجی الطاف وغیرہ ہوئی

حضرت غور غشتوی اور والد ماجد کا لنڈی کوتل میں مدرسہ صدیقیہ کا سنگ بنیاد رکھنا:

۲۱رفروری: صبح والد صاحب اور مولانا غور غشتوی کے ہمراہ کاروں میں لنڈی کوتل گیا۔ لواڑگی میں حاجی گلاب خان کے مکان پر قدرے آرام کیا پھر رش خیل میں مدرسہ صدیقیہ کی افتتاحی تقریب میں شرکت کی، بزرگوں نے مدرسہ کا سنگ بنیاد رکھا۔

واپسی میں والد صاحب کے ساتھ طورخم جا کر افغان سرحد اور لنڈی کوتل کی سیر کی، راستہ میں حاجی جمٹ صاحب کے بیٹے گل شیر صاحب کے مکان پر چائے پیئں اور نماز عصر ادا کی۔ بعد از عصر واپسی میں پشاور ٹھہرا اور والد صاحب شام کو گھر پہنچے۔

۲۲فروری: پشاور سے بذریعہ چناب اہلیہ اور دختر نفیسہ کے ساتھ واپسی ہوئی۔

الحق کے لئے قابل اقتباس مضامین:

۱۔ حکیم الامت کا ماثر علمیہ از سلمان ندوی

۲۔ پیام رساں امت از مولانا اشرف

۳۔ حقیقت عبادت متفرقات از مولانا تھانویؒ

۴۔ رسائل الارشاد

۵۔ الجمعیۃ شیخ الاسلام نمبر

۶۔ القاسم دیوبند جو کہ مولانا عبدالحلیم زروبی مدرس دارالعلوم کے پاس ہے

والدہ صاحبہ کے پدری حصہ کے اراضی میں درختوں کا بونا

۲رمارچ: بندہ نے تورڈھیر جہانگیرہ کی زمین (ملکیت والدہ) میں پودے لگائے۔ ۱۷ درخت

اور بقیہ سفیدے کے درخت کل ۳۱۴ واللہ انبتکم من الارض نباتا

والد صاحب کا ترمذی سے درس افتتاح اور فضیلت علم پر خطاب:

دارالعلوم کے نئے تعلیمی سال کا آغاز:

۳ مارچ: ۲۱رشوال دارالحدیث میں ختم کلام پاک وشروع ترمذی شریف سے دارالعلوم کے سال نو کا آغاز ہوا۔ ☆ والد صاحب نے فضیلت علم اور علماء وطلباء کی ذمہ داریوں پر طویل تقریر کی جو کئی افراد نے نوٹ کرلی۔

سال رواں میں بندہ کے مفوضہ زیر درس کتب:

۴رمارچ: ۲۲ شوال اسباق کا باقاعدہ آغاز۔ بندہ کے ذمہ ہدایۃ النحو، کنز آخر، نورالانوار، ہدایۃ حصہ اول حماسہ ہیں۔

دارالعلوم میں جی ایم پیپر ملز کی والدہ کے لئے فاتحہ خوانی اور ایصال ثواب:

۵رمارچ: دارالعلوم میں میقاتی کی والدہ کے لئے ایصال ثواب اور فاتحہ خوانی کی گئی

بیگم بریگیڈیئر اشرف خان (صغرا سلطانہ) کی ہرزہ سرائیاں:

۳۱ مارچ: بریگیڈئیر اشرف خان کی اہلیہ صغرا سلطانہ جو انگریزی ادب میں ایم اے ہے۔ وہ نماز کو اردو میں رائج کرانا چاہتی ہے اور صرف اردو میں قرآن مجید کی ہزاروں جلدیں مفت شائع کرائی ہیں۔ اس نے ایک انجمن اپنے مقاصد کیلئے ''امور باہمی سوشل ویلفیئر سوسائٹی'' کی بنیاد رکھی ہے۔ وہ مسجدوں میں عورتوں اور مردوں کے مخلوط اجتماع کو مذہبی تعلیمات کے منافی نہیں سمجھتی اور دلیل میں کہتی ہے کہ جب خانہ کعبہ میں ایسا ہوتا ہے تو دوسری مسجد میں کیوں نہیں' وہ کہتی ہے کہ شرعاً برقعہ کا استعمال غیر ضروری ہے اس لئے کہ قرآن مجید نے عورتوں کو چہرہ ڈھانپنے کی تاکید نہیں کی اور یہی وجہ ہے کہ حج میں عورت احرام میں چہرہ نہیں ڈھانپتی (جنگ راولپنڈی ۳۰ جون ۱۹۶۵ء)

۱۳راپریل ۱۹۶۵ء بمطابق ۱۰ ذی الحجہ ۱۳۸۴ھ: آج عیدالاضحیٰ کا دن تھا۔ والد صاحب کی عیدگاہ میں تقریر نوٹ کرلی گئی ہے۔

عید کے موقع پر مولانا عبدالرحمٰن کاملپوری' مولانا عبدالحنان ہزاروی اور قاری محمد امین صاحب راولپنڈی سے ملاقاتیں۔

۱۴راپریل: الطاف وغیرہ کی آمد، پھر ان کے ہمراہ مولانا بہبودی عبدالرحمٰن کامل پوری مدظلہ سے

ملاقات کے لئے جانا ہوا۔

۱۵اپریل : بہودی سے پنڈی گیا، رات وہاں قیام رہا۔ قاری امین صاحب اور مولانا عبدالحنان وغیرہ سے ملاقاتیں ہوئیں۔

۱۶/اپریل: واپسی از راولپنڈی ۔ الحاج اعظم خان کی مسجد میں خطبہ جمعہ دیا اور نماز پڑھائی ۔

۱۷/اپریل: جناب غنی گل مرحوم (شیخ الحدیث کے بھانجے) کے خسر کے جنازہ کیلئے تھانوڈھیری (صوابی) گیا اس موقع پر تعزیتی تقریر کی شام کو واپسی پر کچھ دیر کیلئے ماموں کے ہاں ٹھہرا اور پھر گھر واپسی ہوئی۔

۲۲/اپریل: پشاور گیا، نوشہرہ میں ڈاکٹر فخر النساء مہر ایم بی بی ایس سے اہلیہ (امینہ بی بیؒ والدہ حامد الحق و راشد الحق) اور بہن کا معائنہ کرایا۔ وہاں سے منی بس سے پشاور گیا' ڈی سی آفس اور کمشنر آفس سے دارالعلوم کا بل پاس کروایا نوشہرہ میں ڈی ایس پی سے معلومات کرائیں۔

۲۴/اپریل: نوشہرہ ہسپتال میں ڈاکٹر فخر النساء نے اہلیہ کا معمولی آپریشن کیا۔ ۴ بجے شام تک مریضوں نے آرام کیا اور ۶ بجے شام کو گھر لوٹے۔

۲۹/اپریل: صبح نوشہرہ قاضی انوار الدین صاحب کے ہمراہ میاں جمال شاہ سے ملاقات کیلئے گیا۔ بعد از عصر تورڈھیر زمینوں کے دیکھنے کے لئے گیا۔

اکوڑہ میں گندم کی کٹائی:

۱۳/مئی: مدرسہ تعلیم القرآن جلوزئی کے معائنہ کیلئے گیا۔ رات کو وہاں ضرورت تعلیم (کے موضوع) پر تقریر بھی کی۔

الحق ڈیکلریشن کے سلسلہ میں دفاتر کے چکر:

۱۴/مئی: جلوزئی سے پشاور جانا ہوا۔ ماہنامہ الحق کے ڈیکلریشن کے سلسلہ میں بعض دفاتر جانا ہوا۔ شام کو چناب ایکسپریس سے واپس ہوا جمعہ کی نماز مولانا مفتی عبدالقیوم پوپلزئی کے پیچھے مسجد قاسم علی خان میں پڑھی۔

۱۵/مئی: صوبائی اسمبلی کے انتخابات ہوئے:

مدرسہ تعلیم القرآن کے نئے تعمیر میں تعلیم کا آغاز و افتتاح:

۱۷/مئی : مدرسہ تعلیم القرآن سکول کا جدید عمارت واقع مشرقی جانب دارالعلوم میں تعلیمی درس و تدریس کا آغاز، ختم کلام پاک اور والد صاحب کے دعائیہ کلمات سے افتتاح کیا گیا۔

۱۹/مئی: گورنر مشرقی پاکستان کی اطلاع کے مطابق سیلاب سے وہاں بارہ ہزار سے زیادہ افراد کی ہلاکت۔

☆ کشمیری سرحدوں پر پاک و ہند افواج کی جھڑپوں میں شدت۔

سلسلہ خطبات جمعہ

شیخ الحدیث حضرت مولانا حافظ انوار الحق صاحب
ضبط و ترتیب مولانا حافظ سلمان الحق حقانی

قربانی کی تاریخ فضیلت اور اہمیت

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم امابعدفاعوذباللہ من الشیطان الرجیم بسم اللہ الرحمن الرحیم

لَنْ يَّنَالَ اللّٰهَ لُحُوْمُهَا وَ لَا دِمَآؤُهَا وَ لٰكِنْ يَّنَالُهُ التَّقْوٰى مِنْكُمْ كَذٰلِكَ سَخَّرَهَا لَكُمْ لِتُكَبِّرُوا اللّٰهَ عَلٰى مَا هَدٰىكُمْ وَ بَشِّرِ الْمُحْسِنِيْنَ (سورۃ الحج ۳۷)

اللہ تعالیٰ کونہیں پہونچتاان کا گوشت اور نہ ان کا خون لیکن اسکو پہنچتا ہے تمہارے دل کا ادب اس طرح ان کو مسخر کردیا تمہارے لئے کہ اللہ کی بڑائی کرو اس بات پر کہ تم کو راہ دکھائی اورخوشخبری سنادے نیکی کرنے والوں کو۔

وعن عائشة رضی اللہعنہ قالت قال رسول اللہماعمل ابن آدم من عمل یوم النحراحب الی اللہ من اھراق الدم وانہ لیأتی یوم القیامۃ بقرونھا واشعارھا واظلافھا وان الدم لیقع من اللہ بمکان قبل ان یقع باالارض فطیبوابھا نفسًا (رواہ الترمذی وابن ماجہ)

حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ابن آدم کا نحر (قربانی) کرنے جیسا کوئی اور عمل جو اللہ کے راستے میں ہو خون بہانے سے زیادہ محبوب نہیں اور ذبح کیا ہوا جانور قیامت کے روز اپنے سینگوں، بالوں اور کھروں کے ساتھ آئے گا اور قربانی کا خون اس سے پہلے کہ وہ زمین پر گرے بارگاہ رب العزت میں قبول ہو جاتا ہے لہٰذا تم اسکی وجہ سے اپنے نفس کو خوش کرو۔

حج کے مہینے:

محترم حاضرین! ذی الحجہ کا مبارک مہینہ شروع ہونے والا ہے۔ رمضان اور عید الفطر کے بعد شوال ذی القعدہ اور ذی الحجہ کے دس دن بڑے اہم ترین دن ہیں، ان مہینوں کو اشہر الحج کہتے ہیں یعنی حج کے مہینے کیونکہ ان ایام میں اسلام کی عمارت کا اہم ستون اور رکن حج ادا کیا جاتا ہے۔

ذی الحجہ کے دس دن:

ذی الحجہ کے دسویں تاریخ کو قربانی کی عبادت ادا کی جاتی ہے بہر حال ان ایام کو خاص فضیلت واہمیت

حاصل ہے چنانچہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ والفجر والیالٍ عشر یہاں دس راتوں سے ذی الحجہ کی پہلی دس راتیں مراد ہیں اللہ ان راتوں کی قسم کھا رہے ہیں جن سے ایام کی فضیلت کا اندازہ کیا جا سکتا ہے اس طرح حضور ﷺ کا ارشاد مبارک ہے عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنهما قال قال رسول اللہ ﷺ مامن ایام العمل الصالح فیهن احب اے اللہ من هذه الایام العشر (رواه البخاری) حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ ایسا کوئی دن نہیں ہے جس میں نیک عمل کرنا اللہ تعالیٰ کے نزدیک ان اس دنوں سے زیادہ محبوب ہو معزز دوستو! یہ تمام کائنات اللہ جل جلالہ نے حضرت انسان کیلئے پیدا فرمائی۔ خوبصورت اور ایک بے حد متوازن بدن جو کہ اللہ کے قدرت کا ایک عظیم نمونہ اور بے شمار اعضاء پر مشتمل کارخانہ ہے، عطا فرمایا پھر اسی انسان کے خدمت کیلئے ہزار نعمتیں مثلاً یہ عظیم پہاڑ، زمین، درخت، سمندر، دریا، دیو ہیکل حیوانات، سورج، چاند، ومابکم من نعمة فمن اللہ کس کس نعمت و انعام کا ذکر کرونگا، اس آیت مبارکہ کے مطابق جو کچھ ہمارے پاس اور ہمارے لئے مسخر کئے گئے اللہ پاک ہی کے ہیں۔

حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا

ایک طرف بے شمار نعمتیں احسانات دوسرے طرف اس منعم حقیقی اتنے بڑے احسانات کے بدلے انسان سے کبھی کچھ معمولی اور مختصر اپنے احکامات کے بجا آوری کا مطالبہ بھی فرمایا ہے۔ اسکے انعامات کے بدلے اگر ہم اپنی تمام عمر کو دن رات اس کے عبادات میں بطور شکریہ گزاریں اپنا تمام مال و دولت اسکے حکم کے مطابق خرچ کریں تو ہمارا یہ عمل ''حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا'' کا مصداق ہوگا اگر نماز کو لیں تو چوبیس گھنٹوں میں پانچ نمازیں فرض ہیں اگر انہی نمازوں کو تمام شرائط اور پورے خشوع وخضوع کے ساتھ ادا کریں تو پانچوں کی ادائیگی پر گھنٹہ سوا گھنٹہ صرف ہو جاتا ہے باقی سارا وقت اس رحیم و کریم ذات نے ہمارے اپنے جائز ضروریات حاصل کرنے میں خرچ کرنے کیلئے فارغ کردیا، ورنہ اس کے انعامات کا تقاضا تو یہ تھا کہ ہم دن رات اسکی عبادت میں مصروف رہتے، یہی صورتحال زکوۃ حج اور قربانی وغیرہ کی بھی ہے کیونکہ جو کچھ ہمارے پاس ہے اس کا مالک حقیقی تو وہی ہے ہمیں صرف اسکے مرضی کے مطابق ان اشیاء میں تصرف کی اجازت ہے۔ ہمیں اپنے تمام محبوبات جان، مال، اولاد اور عزت و آبرو وغیرہ ہر چیز کو اسکے راہ میں لٹانا ہوگا، مثلاً ایک آدمی کے پاس کروڑوں روپیہ موجود ہے جب تک اسے خرچ نہ کرے وہ بے کار ہے۔ جب دنیوی منافع اسکو خرچ کئے بغیر حاصل نہیں ہو سکتے تو مسلمان کا مقصد اعلیٰ تو اللہ کی رضا جو اعلیٰ ترین نفع ہے وہ دنیوی محبوبات قربان کئے بغیر کیسے حاصل

ہوسکتا ہے ارشاد ربانی ہے۔

اِنَّ اللّٰہَ اشۡتَرٰی مِنَ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ اَنۡفُسَھُمۡ وَ اَمۡوَالَھُمۡ بِاَنَّ لَھُمُ الۡجَنَّۃَ (سورۃ التوبہ:۱۱۱)

بیشک اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کی جانوں اور مال کو جنت کے بدلے خرید لیا ہے۔

آخرت کے بازار میں جنت کے بدلہ ایمان کی قیمت ادا کرنا ہوگی۔ جنت حاصل کرنے کی غرض سے ہمیں تمام محبوباتِ نفس کو قربان کرنا لازمی ہے اگر مال خرچ کرنے کا حکم ہوتو مال خرچ کرنا پڑے گا اگر نفس وجان کو قربان کرنے کا حکم ہوتو جان کو قربان کردو عزت کی ضرورت ہوتو اسے بھی قربان کردو یہی عشق کی مضبوطی کی علامت ہے۔ رحمۃللعالمین کی بارگاہ میں ایک صحابی نے آکر کہا اے اللہ کے رسول ﷺ مجھے آپ سے محبت ہے، آنحضرتؐ نے فرمایا تم جو دعوی کرر ہے ہو اس پر خوب سوچ کر دعویٰ کرو اس صحابی نے پھر وہی بات کی حضور ﷺ نے جواباً پھر وہی جواب دیا۔ تیسرے بار جب صحابی نے پھر کہا کہ مجھے آپ سے محبت ہے تو آنحضرت ﷺ نے پھر فرمایا مصائب جھیلنے فقر وفاقہ کی زندگی اور آفتیں برداشت کرنے کیلئے تیار ہو جاؤ اور یہ تو ظاہری بات ہے کہ ایک مجازی عاشق اپنے عشق کو ثابت کرنے کیلئے کیا کیا جتن برداشت کر کے ان پر اطمینان اور خوشی محسوس کرتا ہے تو پیغمبر انقلاب حضور ﷺ سے محبت کے دعویدار کے لئے اس راہ میں تمام رکاوٹیں کتنی روحانی سکون اور مسرت کا باعث بنیں گے جس میں دنیا وآخرت کی کامیابی ہی کامیابی ہے اور کتنا اطمینان قلب اور مسرت کا باعث ہوگا۔

عشق الٰہی کے تقاضے:

معزز سامعین! اس مہینہ میں قربانی کا حکم بھی اسی دعوائے عشق پر عمل پیرا ہونے کا مظاہرہ ہے سیدنا حضرت ابراہیم علیہ السلام کا اللہ کے حکم پر اپنے اکلوتے بیٹے اسماعیل علیہ السلام کو قربانی کیلئے پیش کردیا، عشق کا تقاضا تو یہ تھا کہ تھا کہ عاشق خود اپنی ذات کو اللہ تعالیٰ کے حضور ذبح کیلئے پیش کرتا۔ مگر رحمت خداوندی کا نتیجہ ہے اور یہ ان کو گوارا نہ ہوا اسلئے حکم دیا کہ تم جانور ذبح کردو ہم یہی سمجھیں گے کہ تم نے خود اپنے آپ کو قربان کردیا ہے حقیقت میں انسان کو اپنی قربانی پیش کرنا آسان ہے مگر اپنے ساتھ سے اپنے اکلوتے اولاد کو ذبح کرنا بڑا سخت کام ہے مگر حکم خداوندی تھا جسکی تعمیل ضروری تھی منحر میں ذبح کرنے کیلئے تشریف لائے۔ اسکے آگے جو واقعات ہوئے آپ لوگ وقتاً فوقتاً اسکی تفصیل سنتے رہتے ہیں۔ جب حکم خداوندی کی تکمیل کیلئے حضرت اسماعیل کو لٹا دیا۔ چھری نے اپنا کام چھوڑ دیا ارشاد ربانی ہے۔

قَدْ صَدَّقْتَ الرُّؤْيَا إِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِينَ

بے شک آپ نے اپنا خواب سچ کر دکھایا ہم نیکو کاروں کو اسی طرح جزا دیا کرتے ہیں

چنانچہ جان کے عوض اللہ تعالیٰ نے ایک دوسری جان کو بھیج دیا اسی دن سے گائے یا بکری وغیرہ قربانی کے لئے بطور فدیہ مقرر ہو گیا۔

قربانی کی اصل روح:

حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کے اس واقعہ سے ثابت ہوتا ہے کہ ذبح کا مقصد جان کو پیش کرنا ہے یہی وجہ ہے کہ اخلاص کی نیت سے ان ایام میں سنت ابراہیمی پر عمل کیا جائے اس سے جان نثاری کا جذبہ پیدا ہوتا ہے اور اصل یہی اس عمل کی روح ہے، اس عبادت کا اور صدقات سے مختلف ہونے سے یہ بھی آشکارا ہو جاتا ہے کہ اور صدقات کیلئے کوئی خاص دن مخصوص نہیں مگر اس عمل کیلئے ایک خاص دن مقرر کیا گیا جس کیلئے "یوم النحر" اور عید الاضحیٰ کا نام مختص کیا گیا جس کے معنی ہے قربانی کا دن۔

رفع درجات کے لیے مخصوص عمل:

حضرات کرام اللہ تعالیٰ مومن کے درجات اور مقام و مرتبہ بلند کرنے کیلئے کوئی نہ کوئی عمل مختص کر کے اسکو علیین کے اعلیٰ مقام تک پہنچاتا ہے۔ کبھی نماز کی صورت میں کبھی روزوں کی شکل میں کبھی حج اور قربانی کی شکل میں اس مہینہ میں حج اور قربانی کے ایام ہیں اللہ تعالیٰ نے جس کو استطاعت دی وہ حج کے عظیم عبادت سے مالا مال ہوئے اور جو حج پر نہیں جاسکتے ان کیلئے قربانی کی شکل میں عبادت مقرر فرمادی۔

قربانی کی تاریخ:

جیسے کہ پہلے بھی عرض کر چکا ہوں قربانی ایک عظیم عبادت ہے جو اللہ نے روز اول ہی سے ہی مقرر فرمائی ہے۔ چنانچہ سب سے پہلے حضرت آدم علیہ السلام کے بیٹوں (ہابیل وقابیل) نے قربانی پیش کی جیسے قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَأَ ابْنَيْ آدَمَ بِالْحَقِّ إِذْ قَرَّبَا قُرْبَانًا فَتُقُبِّلَ مِنْ أَحَدِهِمَا وَلَمْ يُتَقَبَّلْ مِنَ الْآخَرِ (المائدہ:۲۷)

اور سنا ان کو حال آدم علیہ السلام کے بیٹوں کا جب نیاز کی دونوں نے کچھ نیاز مقبول ہوئی قربانی ایک کی اور مستر دہوئی دوسرے کی۔

مطلب یہ کہ ہابیل اور قابیل نے قربانی پیش کی تو ہابیل کی قربانی ہوئی اور قابیل کی قربانی قبول نہ ہوئی اسی طرح قرآنی آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ ہر امت کیلئے اللہ تعالیٰ نے ایک ماموربہ حکم کے طور پر

قربانی مقرر کی ہے چنانچہ سورۃ حج کی واضح آیت ہے

وَلِكُلِّ أُمَّةٍ جَعَلْنَا مَنسَكًا لِّيَذْكُرُوا اسْمَ اللَّهِ عَلَىٰ مَا رَزَقَهُم مِّن بَهِيمَةِ الْأَنْعَامِ (سورۃ حج:۳۴)

اور ہر امت کے واسطے ہم نے مقرر کردی ہے قربانی کہ یاد کریں اللہ تعالیٰ کے نام
پر ذبح جانوروں کے جو ان کو اللہ تعالیٰ نے دیئے ہیں۔

اس سے ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے کسی امت کو بھی اس عبادت سے محروم نہیں رکھا۔

قربانی کی اہمیت وفضیلت:

بہرحال قربانی جو ہم عید الاضحیٰ کے موقع پر کرتے ہیں۔اسکے بارے میں نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا سنة ابیکم ابراھیم یعنی یہ قربانی تمہارے روحانی باپ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی سنت ہے جو تم ادا کررہے ہو قربانی کی اہمیت کا اندازہ نبی کریم ﷺ کے اس عمل سے ہوتا ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں۔اقام رسول اللہ ﷺ بالمدینة عشر سنین یضحی (مشکوٰۃ المصابیح)
حضورؐ نے مدینہ منورہ میں دس سال سکونت اختیار کی اور ہر سال قربانی کرتے رہے اور صرف ایک نہیں بلکہ حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے دو دنبوں کی قربانی کی جو سینگ والے اور ابلق تھے اسی طرح حجۃ الوداع کے موقع پر آپ ﷺ نے ۳۳، اونٹ ذبح فرمائے اور بقیہ ٦٧ اونٹ حضرت علیؓ کو ذبح کرنے کا فرمایا۔قربانی کو اللہ تعالیٰ کے نزدیک بڑا مقام ومرتبہ حاصل ہے۔

قربانی کے بارے میں جدید ذہن کے شکوک وشبہات

معاشرے کا ایک سنجیدہ طبقہ جو اپنے آپ کو عقل کل سمجھتے ہیں قربانی کے بارہ میں شکوک وشبہات کا شکار نظر آتا ہے۔کیونکہ وہ لوگ عبادات کو معاشرتی احوال وکیفیات کی نظر سے دیکھتے ہیں لیکن ان کو یہ معلوم نہیں کہ عبادات کا دائرہ اور مقصد ان معاشرتی احوال وکیفیات سے الگ ہے۔عبادت کا مقصد تو صرف رضائے مولیٰ تقوی اور پرہیزگاری ہے جیسے کہ بندہ نے خطبہ کے ابتداء میں آیت تلاوت کی لَن يَنَالَ اللَّهَ لُحُومُهَا وَلَا دِمَاؤُهَا وَلَٰكِن يَنَالُهُ التَّقْوَىٰ مِنكُمْ (الحج ۳۷)
اللہ تعالیٰ کو ان قربانیوں کا گوشت اور خون نہیں پہنچتا بلکہ اللہ تعالیٰ کو تمہارا تقویٰ پہنچتا ہے۔

قربانی کا مقصد:

معزز حاضرین! اس سے معلوم ہوا کہ قربانی کا مقصد تقویٰ ہے گوشت اور خون نہیں یہ چیزیں نہ تو اللہ تعالیٰ کے در کو پہنچتی ہیں اور نہ ہی یہ مطلوب ومقصود ہیں بلکہ اس قربانی کا مقصد یہ ہے کہ اس قربانی کے جانور پر اللہ تعالیٰ کا نام لیا جائے کہ یہ قربانی آپ کے حکم کی تعمیل اور آپ کی رضاء

خوشنودی کیلئے ذبح کررہا ہوں۔تقویٰ اور اصلاح نیت صرف اس عبادت کے ساتھ مختص نہیں بلکہ جملہ عبادات کے لئے ضروری ہے کیونکہ عبادات کا مقصد اللہ کے حکم کی تعمیل وتکریم ہے اور یہی تمام عبادات کی روح ہے۔مطلب یہ کہ ہرعبادت کا ایک ظاہری عمل ہوتا ہے اور ایک باطنی مثال کے طور پر ہم نماز ادا کرتے ہیں تو اسمیں قیام ،رکوع،سجدہ اور قعدہ وغیرہ ارکان ادا کرتے ہیں یہ نماز کا ظاہری عمل ہے لیکن نماز کا باطنی عمل اور نماز کی روح رجوع اے اللہ توجہ اے اللہ اور نماز میں خشوع وخضوع ہے اگر نماز میں یہ باطنی عمل نہ ہو تو نماز کا گویا ڈھانچہ تو موجود ہے مگر اسمیں روح نہیں ہے اسی طرح قربانی کا عمل بھی ہے کہ اس قربانی میں نیت صرف رضائے الٰہی ہوگا اگر رضائے الٰہی نہیں جو قربانی کی روح ہے تو پھر اللہ تعالیٰ کے بندہ کے اس عمل کی کوئی حیثیت نہیں۔جسکا نتیجہ یہ ہوگا کہ وہ شخص قربانی کے عظیم ثواب سے محروم ہوگا۔

ماڈرن فلاسفروں کے نظریات:

محترم سامعین! تمام اعمال وعبادات تعمیل حکم کا نام ہیں لیکن افسوس کا مقام ہے کہ آج کے اس پرفتن دور میں جہاں ہرعبادت واحکامات دینیہ کے بارے میں شکوک اور نت نئے پراپیگنڈے کئے جاتے ہیں وہاں قربانی کے بارے میں بھی یہ تجویز دی جاتی ہے کہ قربانی کی کیا ضرورت ہے؟ اس سے ہزاروں نہیں لاکھوں جانور ضائع کئے جاتے ہیں اگر اس قربانی کے رقم کو غریبوں اور محتاجوں میں تقسیم کیا جائے یا رفاعی کاموں میں لگا دیا جائے تو معاشی خوشحالی معاشرہ میں آسکتی ہے۔لیکن یہ ایک تجارتی اور انسان کی مال ودولت سے ہوس کا شاخسانہ ہے عبادتی سوچ نہیں۔کیونکہ اگر اسلام کے عبادات کو اسی سوچ کے تحت پرکھا جائے تو پھر تقریباً تمام عبادات اس مذہب سے بے خیر تجارت کیوجہ سے نعوذ باللہ ترک کرنا پڑیں گے اگر قربانی پیسے کا ضیاع ہے اسکو بھی ختم کرنا پڑے گا لہٰذا ان ماڈرن فلاسفروں کے نظریات کے مطابق کئی اہم مالی عبادت کو بھی لپیٹنا ہوگا۔اسی طرح نماز ہے جو وقتاً فوقتاً وقت کا ضیاع ہے اسکو بھی ختم کیا جائے کیونکہ یہ وقت بھی کئی اہم کاموں میں صرف کیا جا سکتا ہے لیکن ہم عبادت کو عبادت ہی سمجھ کر کریں نہ کہ تجارت سمجھ کر شریعت کے ہر حکم اور ہر عبادت میں اللہ جل جلالہ کی ہزاروں حکمتیں اور فوائد موجود ہیں۔مگر ایک مسلمان ہونے کے ناطے ہمارا کام اللہ تعالیٰ کی بندگی ہے اور ہم ہر کام وحکم کو بلاچوں وچرا ماننا ہے۔

حکایتِ محمود وایاز:

حضرت والد صاحب سیدی شیخ الحدیث مولانا عبدالحق برداللہ مضجعہ اپنے وعظ میں اطاعت

خداوندی کی مثال ایک واقعہ سے دیا کرتے تھے کہ محمود غزنوی رحمۃ اللہ بڑے ولی اور فاتح ھند بادشاہ تھے ان کا ایک غلام ایاز کے نام سے مشہور تھا، محمود غزنویؒ کی ایاز سے بے پناہ محبت تھی۔ محمود غزنوی کی ایاز سے یہ محبت تمام وزراء اور مقربین کے لئے نا قابل برداشت تھی اور یہ تبصرے بھی ہوتے کہ محمود غزنوی باقی وزراء اور عہدہ داروں سے جو سلطنت کے اہم کام کرنے پر مامور تھے، محمود غزنوی ان سے ایاز جتنی محبت نہیں کرتے۔ محمود غزنوی یہ باتیں سنکر خاموش رہتے ایک دفعہ دربار میں تمام وزراء عمال اور مقربین موجود تھے اچانک محمود غزنوی نے ہیروں اور جواہرات سے مزین گلاس اٹھا کر وزیر اعظم کو حکم دیا کہ اس کو توڑ دو۔ وزیر اعظم حیران ہوا کہ لاکھوں روپے کا یہ گلاس کیونکر توڑ دوں بادشاہ نے کیوں توڑنے کا حکم دیا سوچ میں پڑ کر گلاس توڑنے کی ہمت نہ کر سکا۔ بادشاہ نے وہ گلاس اسکے ہاتھ سے لیکر دوسرے وزیر کو دیا کہ اسے توڑ دو۔ یہی کیفیت اسکی تھی پھر تیسرے کی بھی یہی حالت رہی اور گلاس توڑنے میں ٹال مٹول کرنے لگا، آخر کار وہ توڑنے کا حکم دیتے ہوئے گلاس ایاز کو تھما دیا۔ اس نے پتھر کے نیچے رکھ کر توڑ دیا، گلاس ریزہ ریزہ ہوا محمود غزنوی نے دیکھا کہ گلاس ٹوٹ گیا تو غصے میں ایاز سے کہا، ایاز! کیا تو پاگل ہے کہ اتنا قیمتی برتن توڑ دیا ایاز نے ہاتھ جوڑ کر معافی مانگنا شروع کر دی عاجزی اور شرمندگی کا اظہار کیا کہ بادشاہ سلامت میں تو ایک غلام ہوں۔ کم عقلی کیوجہ سے مجھ سے یہ غلطی سرزد ہوئی، مجھے فروخت کر کے اس گلاس کی قیمت پوری کر لیجئے اور مزید جو سزا ہو مجھے دیجئے، ایاز کی یہ حالت دیکھ کر محمود غزنوی درباریوں کی طرف متوجہ ہو کر کہا کہ تم میں اور ایاز میں یہ فرق ہے اسکی اطاعت کا یہ حال ہے کہ تم لوگوں نے میرے حکم کی تعمیل میں اپنے عقل مندی کا مظاہرہ کرتے ہوئے اپنی رائے اور سوچ سے کام لینا شروع کر دیا حالانکہ یہی عقل و سوچ ایاز کے ساتھ بھی ہے مگر میرے حکم میں ایاز نے اپنے عقل اور سوچ کو دخل نہیں دیا اور نہ مال و دولت ضائع ہونے کی پروا کی اپنے حکم دینے کے باوجود میں نے اس کو ڈانٹا اس نے یہ تک نہ کہا کہ آپ نے خود حکم دیا تھا بلکہ معافی مانگی یہ ہے اہل اطاعت اور فرمانبرداری جس سے آج کے روشن دماغ عاری ہیں۔

محترم حضرات! ایاز کی اطاعت نے ہمیں یہ سبق دیا کہ ایک غلام اپنے آقا اور مالک کی کس طرح اطاعت اور فرمانبرداری کرتا ہے۔ ایک غلام اور بندہ ہونے کے ناتے حکم کی حکمتوں کا خیال نہیں کرتا بلکہ آمنا و سلمنا کا مظاہرہ کرتا ہے اور اپنی ہر مرضی کو آقا کی مرضی پر قربان کرتا ہے

"کار عاشق جانی خود بر پائے جانان ریختن"

آدابِ بندگی:

بہرحال دین میں عقل کی کوئی گنجائش نہیں ہے بندگی اوراطاعت سر جھکانے کا نام ہے دین ِاسلام مکمل اورکامل دین ہے اوراس کے تمام احکامات قیامت تک بلاتغیروتبدیل جاری وساری رہیں گےخواہ حالات بہتر ہوں یا بدتر ایک بار میرے ایک ساتھی نے مجھ سے کہاکہ سفرمیں نماز کا کیا حکم ہے؟ میں نے جواب دیا کہ اگرشرعی سفریعنی ۴۸ میل کا ہوتو پھرنماز قصرپڑھنا ضروری ہے تواس نے کہاکہ یہ حکم تواس زمانے کیلئے خاص تھا جب سفرکی یہ موجودہ سہولیات میسرنہیں تھی۔ لوگ پیدل سفرکرتے اور مہینوں سفرمیں گزرجاتے۔اب تو جہاز اورتیز رفتار گاڑیاں ہیں اورمہینوں کا سفرگھنٹوں میں طے ہوجاتا ہے اور وہ بھی سہولت اور آرام کے ساتھ تو میں نے کہا کہ چلو ٹھیک ہے آپ کی بات مان لیتے ہیں اورصبح کی نماز جوکہ دورکعات فرض ہیں اس کوآٹھ کرلیتے ہیں۔کیونکہ اب تمام سہولیات موجود ہیں اس طرح ظہرکی چاررکعات فرض ہیں اس کو۱۲ کرلیتے ہیں۔تواس نے کہانہیں نہیں ان فرائض کاحکم تواللہ تعالیٰ نے اسی طرح دیاہے تومیں نے کہاکہ قصرنماز کاحکم بھی اللہ تعالیٰ نے خوددیاہے۔جواب دیئے بغیر روانہ ہوا۔

قربانی کی شرعی حیثیت:

معزز سامعین! قربانی بھی ایک اہم ترین عبادت اورشعائراسلام میں سے ہے اورجیسا کہ میں نے پہلے بھی ذکرکیاکہ رسول اللہ ﷺ نے ہجرت کے بعدمدینہ میں دس سال گزارے اور ہرسال قربانی فرمائی اس لئے جمہورعلماء کے نزدیک قربانی واجب ہے قربانی ہراُس مسلمان مرد وعورت پرواجب ہے جوعاقل اوربالغ ہواوراس کے پاس ساڑھے باون تولے چاندی یااسکی قیمت موجودہو۔اسی طرح اس کے پاس مال تجارت،گھر کااضافی سامان جوضروریات میں استعمال نہ ہوتا ہو،اپنے رہائشی مکان کے علاوہ دوسرامکان ہواوراس کی قیمت نصاب کوپہنچتی ہوتو اس پربھی قربانی واجب ہے اورجیسا کہ میں نے پہلےعرض کیاکہ یہ نصاب جس کے پاس ہوخواہ مردہویاعورت ہرایک پرالگ الگ قربانی واجب ہے یعنی مردپراپنی طرف سے اورعورت پراپنی طرف سے ہمارے ہاں تو یہ دستور ہے کہ گھر کا سربراہ قربانی کرلے تو تمام گھرکی طرف سے حق اداہوگیا۔یہ بالکل غلط طریقہ ہے گھرکے افراد میں جس کے پاس بھی نصاب ہوگااس پرالگ قربانی واجب ہوگی اوراگرصرف گھرکاسربراہ قربانی کرے توصرف اسکی طرف سے ہی اداہوگی۔

قربانی کے جانور

قربانی بکرا، دنبہ، بھیڑ، گائے، بھینس، بیل اور اونٹ پر جائز ہے۔لیکن بکرا وغیرہ جب ایک سال سے کم نہ ہو اور بھیڑ اور دنبہ جب اتنا موٹا اور بڑا ہو کہ سال کا معلوم ہو تو اس پر قربانی جائز ہے اسی طرح گائے، بھینس اور بیل جب دو سال کے ہوں اور اونٹ کیلئے پانچ سال کا ہونا ضروری ہے۔ بکرا، بھیڑ اور دنبہ صرف ایک ہی آدمی کی طرف سے کافی ہے جبکہ گائے، بھینس، بیل اور اونٹ میں سات آدمی شریک ہو سکتے ہیں۔اسی طرح ان تمام جانوروں کا ان عیب سے پاک ہونا بھی ضروری ہے جن کی وجہ سے قربانی درست نہیں ہوتی مثلاً اندھا، کانا لنگڑا نہ ہو اتنا لاغر اور کمزور بھی نہ ہو کہ قربانی کی جگہ تک اپنے پیروں پر نہ جاسکے۔جس جانور کا ۱/۳ سے زیادہ کان یا دم وغیرہ کٹی ہو تو اس پر بھی قربانی جائز نہیں جس جانور کے دانت بالکل نہ ہوں یا اکثر نہ ہوں یا جس جانور کے کان پیدائشی طور پر نہ ہوں تو اس پر بھی قربانی جائز نہیں ہوگی۔اور اگر کسی جانور کے سینگ پیدائشی طور پر نہ ہو یا درمیان سے ٹوٹ گیا ہو تو اس پر قربانی جائز ہے قربانی کا جانور اپنے ہاتھ سے ذبح کرنا افضل ہے لیکن اگر خود نہ کر سکے تو دوسرے سے بھی ذبح کروا سکتا ہے۔اسی طرح ذبح کے وقت حاضر ہونا بھی افضل ہے۔

رب العزت ہم سب کو اس مبارک موقع سنت ابراہیمی کے حقیقی روح پر عمل کرنے کی توفیق سے نوازیں۔

ڈاکٹر ریحان اختر قاسمی *

:

اسلام میں تصور جہاد اور امن

اسلام نوعِ انسانی کی خیر وفلاح، امن وعدل اور صلح وآشتی کو بڑی تاکید کے ساتھ اقوام وملل اور ملک ومعاشرہ میں قائم ودائم رکھنے کا حکم دیتا ہے، نیز فتنہ وفساد اور ظلم وجور کے سد باب کی تلقین کرتا ہے۔ دیگر مذاہب عالم میں اس قدر واضح ، درخشاں اور تاکیدی تعلیمات اگر معدوم نہیں تو تشنہ اور مفقود ضرور ہیں۔

اسلام دین فطرت ہے وہ معاشرہ انسانی میں امن وامان ، صلح وآشتی اور فطری حقوق کے حصول کی جدوجہد کو کامیابی کا ضامن قرار دیتا ہے اور فساد فی الارض اور قتل وغارتگری کو دنیا وآخرت میں ناکامی ونامرادی کا ذریعہ قرار دیتا ہے۔ اسلام کا نظام 'جنگ وجہاد' بھی بنی نوع انسان کے لئے فلاح وبہبود کا ضامن قرار پاتا ہے ۔ یہ نظام ظلم وعدوان کی ساری پگڈنڈیوں کو بنظر استحقار دیکھتے ہوئے ملک ومعاشرہ میں امن وعدل کی بحالی کے لیے راہیں ہموار کرتا ہے۔

یہ واقعہ ہے کہ معاندین اسلام نے صدیوں سے آج تک انسانیت کی فلاح پر مبنی اس نظام کو اپنے طعن وتشنیع کا موضوع بنایا ہے اور ببانگ دہل تمام آلات ترسیل کے ذریعہ یہ عام کرنے کی کوشش کی ہے کہ اسلام کی تعلیمات خوں ریزی کی تعلیم دیتی ہیں اور دنیا میں اسلام کی اشاعت انہی انسانیت کش تعلیمات کا نتیجہ ہے، حالانکہ حقائق وشواہد اس کے برعکس ہیں۔ یہ مضمون سلسلہ وار چار قسطوں پر مشتمل ہوگا جس میں تفصیل سے جائزہ لیا جائے گا کہ کیا حقیقت میں اسلام تیر وتفنگ اور طاقت وتلوار کی بدولت پھیلا ہے۔ کیا اہل ایمان کا نعرہ، نعرۂ توحید تھا یا نعرۂ تلوار۔ کیا مسلمان شہنشائیت اور دنیاوی اقتدار کے بھوکے اور قتل وغارتگری کے رسیا تھے یا بوریہ نشینی ان کا شعار تھا اور خدا کی زمین پر حق وصداقت اور امن وآشتی کے متوالے تھے۔

عام معنی ومفہوم کے لحاظ سے قتال یا جنگ کو اسلام میں مسعود ومبارک عمل قرار نہیں دیا جاتا۔

---

* شعبہ دینیات (سنی)، علی گڑھ مسلم یونیورسٹی، علی گڑھ

دوسرے الفاظ میں اس کی تعبیر یوں کی جاسکتی ہے کہ اپنی نفسانی خواہشات کی تکمیل کے لیے، ذاتی، گروہی اور قومی مفادات کے حصول کی خاطر یا منصب واقتدار کی چاہت میں اگر جنگ کی جائے تو یہ جنگ انتہائی مذموم ہے۔ اس جنگ یا قتال کو اسلام طاغوت کی راہ میں جنگ قرار دیتا ہے۔ اس لیے کہ اس نہج سے کی جانے والی جنگ میں جائز وناجائز، حلال وحرام اور مستحسن وقبیح، یہ سب بے معنی ہو جاتے ہیں۔ جنگ کرنے والا حدود کو پھلانگ جاتا ہے، انسان کی عزت وآبرو کو بالائے طاق رکھ دیا جاتا ہے اور لوٹ کھسوٹ مرکز توجہ بن جاتی ہے۔ اَنا اور ہٹ دھرمی کے محور پر گردش کرتے ہوئے اور ذاتی مفادات کو مطمح نظر بناتے ہوئے جنگ کی آگ بھڑکانے والا شخص یا گروہ، انسانیت کے حدود وقیود کی پرواہ نہیں کرتا، یہاں تک کہ انسانی خون کی ندیاں بہہ جائیں، تو ایسے شخص یا گروہ کے لیے یہ دلدوز واقعہ بھی باعث قلق واضطراب نہیں ہوتا۔

کفر وشرک کا علمبردار طاغوت کی راہ میں لڑتا ہے اس لیے کہ ان کے احباب واصدقاء شیاطین ہوتے ہیں، اور قرآن مجید کے اعلان کے مطابق یہ شیاطین انسان کے کھلے دشمن ہوتے ہیں۔ معبودان باطل کے علمبردار یا طاغوت کے پرستار حزب الشیطان سے موسوم ہوتے ہیں اور ان کے بارے میں کتاب اللہ واضح انداز میں ناطق ہے کہ ناکامی ونامرادی ان کا مقدر ہے۔ اس کے برعکس اسلام کے علمبردار صرف اور صرف اللہ کی راہ میں برسر جنگ ہوتے ہیں۔ یہ حزب اللہ موسوم ہوتے ہیں اور ان کی کامیابی وکامرانی کا اللہ رب العزت کی طرف سے اعلامیہ جاری ہوتا ہے۔ ایک ایسا شخص مخلص اور اسلام کا سچا پیامی ہو ہی نہیں سکتا جو اپنے آپ کو اللہ کے حوالے نہ کردے۔ یہی وجہ ہے کہ وہ معبودان باطل کا قلادہ اتار پھینک کر ببانگ دہل اعلان کرتا ہے:

إِنِّي وَجَّهْتُ وَجْهِيَ لِلَّذِي فَطَرَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ حَنِيفاً وَّمَا أَنَاْ مِنَ الْمُشْرِكِينَ

”بلاشبہ ہم نے اپنا رخ یکسو ہو کر اس ہستی کی طرف کرلیا ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا اور میں مشرکوں میں سے نہیں ہوں۔“

بندۂ مومن سے تقاضا ہوتا ہے کہ وہ اخلاص وللّٰہیت کو شیوۂ حیات بنالے اور اطاعت وبندگی کو اسی کے لیے خالص کرلے۔ اور عملی طور پر بھی تمام معاملات زندگی میں اللہ واحد کے دین کو ہی اپنا ہادی وپیشوا قرار دے۔ یہی وجہ ہے کہ وہ برملا اس حقیقت کا اعلان بھی کرتا ہے کہ اس کی تمام تر مصروفیات ومشغولیات اللہ واحد کے لیے ہوں گی۔ بندۂ مومن کا یہ مبارک اعلان اللہ کی کتاب یوں محفوظ کرتی ہے:

إِنَّ صَلَاتِي وَنُسُكِي وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِي لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ

''بیشک میری نماز اور میری قربانی اور میرا مرنا اور میرا جینا سب کچھ اللہ رب العالمین کیلئے ہے۔''

رسالتمآب ﷺ کی یہ حدیث بھی بندہ مومن کی صحیح تصویر کشی کرتی ہے۔آپ ﷺ کا فرمان ہے:

لایؤمن اَحدکم حتی یکون ھواہ تبعاً لما جئتُ بہ۔

''تم میں سے کوئی شخص مومن نہیں ہوسکتا یہاں تک کہ اس کی خواہشات اس (شریعت) کے تابع نہ ہوجائے جو میں لے کر آیا ہوں۔''

مندرجہ بالا تعلیمات قرآن وحدیث کی روشنی میں یہ حقیقت تشت از بام ہوجاتی ہے کہ اسلام کا علمبردار اللہ کے دیئے گئے ضابطہ زندگی کا تابع ہوتا ہے اور ہمہ آن اور ہمہ وقت اللہ رب العزت کی مرضی ہی اس کے فکر وعمل اور سعی وجہد کا محور ومستقر بنتی ہے۔اس لیے اگر جنگ وقتال کا اقدام بھی اس کی طرف سے ہوتا ہے تو صرف اور صرف دین وشریعت کے حدود میں اور اللہ کی خوشنودی کا پروانہ حاصل کرنے کے لیے۔

اللہ کی راہ میں جو جنگ ہوتی ہے وہ مقدس جنگ ہوتی ہے اور اسے عرف عام میں جہاد سے موسوم کیا جاتا ہے۔اگرچہ جہاد اپنے وسیع مفہوم میں ان تمام انتھک کوششوں سے عبارت ہے جو اللہ کی مرضی کا پابند ہوکر اللہ کے دین کی سرفرازی کے لیے کی جائیں۔اگر یہ کہا جائے تو بے جانہ ہوگا کہ کلمہ طیبہ کا دل کی گہرائیوں سے اظہار واعلان فکری جہاد کا پہلا مرحلہ ہے اور نماز، زکوٰۃ، روزہ اور حج جیسی عظیم الشان عملی عبادتیں جنھیں ستون دین کا بھی درجہ حاصل ہے، اس عظیم ترین فکری جہاد کے تقاضے ہیں۔ان کے علاوہ ہر وہ محنت شاقہ جو وقت، مال اور جان کا سرمایہ لگا کر کی جائے، جہاد میں شامل ہے۔

بلاشبہ جان جیسی متاع عزیز کا سرمایہ اگر اللہ کے دین کی سربلندی میں لگایا جارہا ہو تو یہ جہاد بالسیف ہے جسے جہاد فی سبیل اللہ کی آخری منزل سے موسوم کیا جاتا ہے۔

اس باب میں اسلام کے تصور جنگ کو جہاد فی سبیل اللہ سے سمجھنے کی کوشش کی گئی ہے۔جہاد کا لغوی مفہوم، جہاد کی شرعی تعریف، اہمیت، قرآن وحدیث کی روشنی میں اس کی فرضیت اور آداب جہاد، جیسے ذیلی مباحث زیر بحث باب کے حصہ ثانی کے مشتملات ومباحث ہیں جن کی روشنی میں اسلام کا تصور جنگ منظر عام پر آجاتا ہے۔

جہاد لغوی اعتبار سے:

الجِہادُ وھی مصدرٌ ھوالمشتق من الجھد بالضم بالفتح

''جہاد مصدر ہے، یہ مشتق ہے جہد سے ضمہ اور فتحہ کے ساتھ۔''

مفردات القرآن کے مؤلف ان الفاظ کی تحقیق میں لکھتے ہیں:

استفراغ الوسع فی مدافعة العدو

''جہاد دشمن سے دفع میں بھرپور کوشش کرنے سے عبارت ہے''

تفسیر نیشاپوری میں مرقوم ہے:

والمجاهدة من الجهد بالفتح الذی هوالمشقة أومن الجهد بالضم الطاقة لأنه یبذل الجهد فی قتال العدو۔

''المجاہدہ جہد سے ہے فتح کے ساتھ اور یہ مشقت کے معنی میں ہے یا ضمہ کے ساتھ طاقت کے معنی میں، اس لیے کہ یہ دشمنوں سے قتال میں بھرپور کوشش اور طاقت صرف کرنے کا نام ہے۔''

امام کسائیؒ اپنی مشہور ومعروف کتاب بدائع الصنائع میں تحریر کرتے ہیں:

وأما الجهاد فی اللغة فعبارة عن بذل الجهد بالضم وهوالوسع والطاقة أوعن المبالغة فی العمل من الجهد

''بہرحال جہاں تک جہاد کی لغوی تعریف کا مسئلہ ہے۔تو وہ یہ ہے کہ لغت میں یا تو جہاد ''بذل الجهد'' (تمام وسعت وطاقت لگادینا) سے عبارت ہے۔ یاتو (المبالغه فی العمل) کسی کام کو انتہائی بلیغ انداز سے سرانجام دینے سے عبارت ہے۔''

جہاد کی شرعی تعریف:

علامہ بدرالدین عینیؒ جہاد کی تعریف کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

الجهاد فی الشرع بذل الجهد فی قتال الکفار لاعلاء کلمة الله

''عرف شرعی میں جہاد اعلائے کلمۃ اللہ کیلئے کافرانہ طاقتوں کی پوری طاقت وقوت سے سرکوبی کرنے سے عبارت ہے۔''

صاحب فتح القدیرؒ رقمطراز ہیں:

قتال مسلم کافراً غیرذی عهدبعد دعوته للاسلام وابائه وعلاء کلمة الله۔

''مسلم کا کافر سے قتال کرنا ہے بغیر کسی عہد و پیمان کے اس کو اسلام کی دعوت دینے کے بعد، اور اس کے انکار کرنے کے بعد اللہ کے کلمہ کو بلند کرنے کیلئے۔''

امام کاسانی حنفیؒ جہاد کی تعریف ان الفاظ میں کرتے ہیں۔

اماالجهاد فی عرف ا لشرع بذل الوسع والطاقة بالقتال فی سبیل الله عزوجل بالنفس والمال واللسان ۔

''عرف شرعی میں جہاد اللہ کی راہ میں جنگ کرنے کیلئے جانی و مالی اور لسانی قوتوں کو پوری طاقت سے صرف کرنے سے عبارت ہے۔''

فتح الباری میں ابن حجرؒ لکھتے ہیں: وشرعابذل الجهد فی قتال الکفار

''شریعت کی اصطلاح میں کفار سے جنگ میں جہد و کاوش صرف کرنے کو جہاد کہا جاتا ہے۔''

جہاد کی مذکورہ بالا تمام تعریفیں اگرچہ درست ہیں اور بڑی حد تک قرآن کے فلسفۂ جہاد کے قریب دکھائی دیتی ہیں۔ لیکن جدید عصری تقاضوں کے پیش نظر جہاد کی مختلف جہات، اقسام اور عصر جدید میں اسلام کے سامنے پیش آنے والے حالات کو سامنے رکھتے ہوئے راقم الحروف کے مطابق دین اسلام کی اشاعت و تبلیغ، ترویج و سربلندی، اعلاء کلمۃ اللہ اور حصول رضائے الٰہی کیلئے اپنی تمام تر جانی، مالی، جسمانی، لسانی، فکری اور ذہنی صلاحیتوں کو اسلام کیلئے وقف کر دینا جہاد کہلاتا ہے۔

اسلام فرد واحد کو تسلیم کرتے ہوئے اسکی ذاتی زندگی کی بقاو سلامتی کی ضمانت دیتا ہے اور معاشرے میں ایک فرد ہونے کی حیثیت سے اسکے حقوق و مراعات کو یقینی بناتا ہے۔ یہ خدائی ضابطۂ حیات کہیں بھی افراط وتفریط کا شکار نہیں ہوتا بلکہ توازن واعتدال کے تقاضوں کو تمام تر شعبہ جات میں نافذ کرنے کا علمبردار ہے۔ اس نظام حیات کا تصور ریاست بھی مثالی ومنفرد ہے۔ یہ اپنے پرستاروں کو قومیت کے حدود میں مقید نہیں کرتا ہے بلکہ پوری کائنات انسانی کیلئے امن و آشتی کا بڑا نقیب بن کر سامنے آتا ہے۔ یہ عدل وانصاف کا قیام چاہتا ہے تاکہ بلافرق مذہب وملت تمام انسانوں کی جان و مال کی حفاظت ہوسکے۔

گویا جہاد معاشرے سے ظلم واستحصال، جوروستم اور ناانصافی وفتنہ وفساد کو ختم کرکے عدل وانصاف، اخوت و بھائی چارگی، مساوات و برابری، حریت و آزادی اور مظلوم و مجبور انسانیت کو مژدہ ٔامن سنانے والی جہد مسلسل کا نام ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ:

وَمَا لَكُمْ لَا تُقَاتِلُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَالْمُسْتَضْعَفِينَ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَاءِ وَالْوِلْدَانِ الَّذِينَ يَقُولُونَ رَبَّنَا أَخْرِجْنَا مِنْ هَٰذِهِ الْقَرْيَةِ الظَّالِمِ أَهْلُهَا۔

''آخر کیا وجہ ہے کہ تم اللہ کی راہ میں ان بے بس مردوں، عورتوں اور بچوں کی خاطر نہ لڑو جو کمزور پا کر دبا لیے گیے ہیں اور فریاد کر رہے ہیں کہ خدایا ہم کو اس بستی سے نکال جس کے باشندے ظالم ہیں۔''

اس آیت مبارکہ میں مسلمانوں کو جھنجھوڑا جا رہا ہے کہ تمہیں کیا ہوگیا ہے کہ کمزوروں، بے بسوں اور لاچاروں اور ملک و معاشرہ کے مجبور و مظلوم انسانوں کی حمایت و تائید میں ظالموں کے خلاف جہاد نہیں کرتے۔ تمہارے بھائی ظلم و ستم کی چکی میں پس رہے ہیں، اس قریہ جبر و قہر سے نکلنے کے لئے مظلوموں کو ظالموں کے پنجۂ استبداد سے خلاصی دلاؤ۔ مذکورہ بالا صورت میں اسلام کے پیروکار پر جہاد فرض ہو جاتا ہے۔ ایک مومن و مسلم اپنے اوپر آرام کو حرام کر لیتا ہے جب تک کہ فتنہ پردازوں کی فتنہ پردازی اور فسادیوں کا فساد ہمیشہ کے لئے ختم نہ ہو جائے اور یہ زمین امن و شانتی کا گہوارہ بن کر عالم انسانیت کی بقاء و سلامتی کی ضامن نہ بن جائے۔ ابن کثیر اس آیت کریمہ کی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

یحرّض تعالیٰ عبادہ المومنین علی الجِاد فی سبیلہٖ وعلی السعی فی استنقاذ المستضعفین بمکة عن الرجال والنساء والصبیان المتبرمین من المقام بھا

''اللہ اپنے مومن بندوں کو جہاد کرنے پر ابھارتا ہے اور مکہ کے کمزوروں کو نجات دینے کی سعی کرنے پر ابھارتا ہے خواہ وہ بچے ہوں، خواہ وہ عورتیں ہوں، خواہ وہ مرد ہوں، جنہوں نے مکہ میں اقامت اختیار کر رکھی ہے''

اسلام میں قتال و جہاد کا پہلا مقصد یہ ہے کہ مخلوقِ خدا کو استعماری قوتوں کے ظلم و ستم کے چنگل سے خلاصی دلائی جائے۔ اس کا دوسرا مقصد ہے اعلا کلمة اللہ یعنی اللہ کے دین کو تمام ادیان باطلہ پر غالب کرنے کیلئے فتنہ و فساد کا قلع قمع کیا جائے۔ جہاد کا تیسرا مقصد ہے کہ ظلم و استحصال کی ہر شکل کو دنیا سے مٹا دیا جائے تاکہ کائنات انسانی میں عدل و انصاف کا قیام ہو اور انسانیت کو اس کے فطری حقوق مل سکیں۔ مقصد جہاد پر روشنی ڈالتے ہوئے ابوالاعلیٰ مودودی فرماتے ہیں:

''ایسی جنگ کو جو ظالموں اور معذوروں کے مقابلے میں اپنی مداخلت اور کمزوروں، بے بسوں اور مظلوموں کی اطاعت کے لئے کی جائے، اللہ نے اسے خاص راہ خدا کی جنگ قرار دیا ہے۔ جس سے یہ ظاہر کرنا مقصود ہے کہ یہ جنگ بندوں کے لئے نہیں بلکہ خدا کے لئے ہے اور بندوں کے اغراض کے لئے نہیں بلکہ خاص خدا کی خوشنودی کے لئے ہے۔ اس جنگ کو اس وقت تک جاری رکھنے کا حکم دیا گیا جب تک خدا کے بندوں پر نفسانی اغراض کے لئے دست درازی اور جبر و ظلم کرنے کا سلسلہ بند نہ ہو جائے اور فساد کا نام و نشان اس طرح مٹ جائے کہ اس کے مقابلہ پر جنگ کی ضرورت باقی نہ رہے''

محترمہ نغمہ پروین*

عورتوں کے حقوق سیرت نبویؐ کی روشنی میں

تاریخ گواہ ہے کہ ایک عرصہ دراز سے عورت مظلوم چلی آرہی تھی۔ یونان میں، مصر میں، عراق میں، ہند میں، چین میں، غرض ہرقوم میں ہر خطہ میں کوئی ایسی جگہ نہیں تھی جہاں عورتوں پر ظلم کے پہاڑ نہ ٹوٹے ہوں۔ لوگ اسے اپنے عیش وعشرت کی غرض سے خریدوفروخت کرتے ان کے ساتھ حیوانوں سے بھی بُرا سلوک کیا جاتا تھا۔ حتیٰ کہ اہل عرب عورت کے وجود کو موجب عار سمجھتے تھے اور لڑکیوں کو زندہ درگور کردیتے تھے۔ ہندوستان میں شوہر کی چتا پر اس کی بیوہ کو جلایا جاتا تھا۔ واہیانہ مذاہب عورت کو گناہ کا سرچشمہ اور معصیت کا دروازہ اور پاپ کا ایک مجسم سمجھتے تھے۔ اس سے تعلق رکھنا روحانی ترقی کی راہ میں رکاوٹ سمجھتے تھے۔ دنیا کے زیادہ تر تہذیبوں میں اس کی سماجی حیثیت نہیں تھی۔ اسے حقیر وذلیل نگاہوں سے دیکھا جاتا تھا۔ اس کے معاشی وسیاسی حقوق نہیں تھے وہ آزادانہ طریقے سے کوئی لین دین نہیں کرسکتی تھی۔ وہ باپ کی پھر شوہر کی اور اس کے بعد اولاد نرینہ کی تابع اور محکوم تھی۔ اس کی کوئی اپنی مرضی نہیں تھی اور نہ ہی اسے کسی پر کوئی اقتدار حاصل تھا یہاں تک کہ اسے فریاد کرنے کا بھی حق حاصل نہیں تھا۔

یہ بات مسلم ہے اور اس میں کوئی شک بھی نہیں کہ بعض مرتبہ عورت کے ہاتھ میں زمام اقتدار بھی رہا ہے اور اس کے اشارے پر حکومت وسلطنت گردش کرتی رہی ہے یوں تو خاندان اور طبقے پر اس کا غلبہ تھا لیکن بعض مسائل پر مرد پر بھی ایک عورت کو بالادستی حاصل رہی اب بھی ایسے قبائل موجود ہیں جہاں عورتوں کا بول بالا ہے لیکن ایک عورت کی حیثیت سے ان کے حالات میں زیادہ فرق نہیں آیا ان کے حقوق پر دست درازی جاری ہی رہی اور وہ مظلوم کی مظلوم ہی رہی۔!

لیکن اسلام ایک ایسا مذہب ہے جس نے عورت پر احسان عظیم کیا اور اس کو ذلت وپستی کے

* ریسرچ اسکالر شعبہ دینیات (سنی) علی گڑھ مسلم یونیورسٹی، علی گڑھ

گڑھوں سے نکالا جب کہ وہ اس کی انتہا کو پہنچ چکی تھی اس کے وجود کو گوارا کرنے سے بھی انکار کیا جارہا تھا تو نبی کریم ﷺ رحمۃ للعالمین بن کر تشریف لائے۔ اور آپ نے پوری انسانیت کو اس آگ کی لپیٹ سے بچایا اور عورت کو بھی اس گڑھے سے نکالا۔ اور اس زندہ دفن کرنے والی عورت کو بے پناہ حقوق عطا فرمائے اور قومی وملی زندگی میں عورتوں کی کیا اہمیت ہے اس کو سامنے رکھ کر اس کی فطرت کے مطابق اس کو ذمہ داریاں سونپیں۔ اور بتایا کہ عورت ایک اہم کردار لے کر پیدا ہوتی ہے۔ مرد کا بگاڑ صرف ایک مرد کا بگاڑ ہے لیکن عورت کا بگاڑ پوری نسل کی تباہی ہے۔ اگر سارے مرد غلط راہوں پر چل پڑے مگر عورت صحیح راستے پر جمی رہی تو کچھ ہی عرصوں میں از سرِ نو ایک صاحب کردار نسل تیار کر سکتی ہے۔

مغربی تہذیب بھی عورت کو کچھ حقوق دیتی ہے مگر عورت کی حیثیت سے نہیں بلکہ یہ اس وقت اس کو عزت دیتی ہے جب وہ ایک مصنوعی مرد بن کر ذمہ داریوں کا بوجھ اٹھانے پر تیار ہو جائے۔ مگر نبی کریم ﷺ کا لایا ہوا دین عورت کی حیثیت سے ہی اسے ساری عزتیں اور حقوق دیتا ہے اور وہی ذمہ داریاں اس پر عائد کی جو خود فطرت نے اس کے سپرد کی ہے۔[۲]

عام طور پر کمزور کو اپنے حقوق حاصل کرنے کے لیے کافی محنت و کوشش کرنی پڑتی ہے۔ تب کہیں جا کر ان کو ان کے جائز حقوق ملتے ہیں۔ ورنہ تصور بھی نہیں کیا جاتا۔ موجودہ دور نے اپنی بحث و تمحیص اور احتجاج کے بعد عورت کے کچھ بنیادی حقوق تسلیم کیے اور یہ اس دور کا احسان مانا جاتا ہے حالاں کہ یہ احسان اسلام کا ہے سب سے پہلے اسی نے عورت کو وہ حقوق دیئے جس سے وہ مدت دراز سے محروم چلی آرہی تھی۔ یہ حقوق اسلام نے اس لیے نہیں دیئے کہ عورت اس کا مطالبہ کر رہی تھی بلکہ اس لیے کہ یہ عورت کے فطری حقوق تھے اور اسے ملنا ہی چاہیے تھا۔ اسلام نے عورت کا جو مقام و مرتبہ معاشرے میں متعین کیا وہ جدید وقدیم کی بے ہودہ روایتوں سے پاک ہے نہ تو عورت کو گناہ کی پتلی بنا کر مظلوم بنانے کی اجازت ہے اور نہ ہی اسے یورپ کی سی آزادی حاصل ہے۔[۳]

یہاں پر ان حقوق کا ذکر کیا جاتا ہے جو اسلام نے عورت کو دیئے بلکہ ترغیب و ترتیب کے ذریعہ اسے ادا کرنے کا حکم بھی صادر کیا۔

عورتوں کو زندہ رکھنے کا حق:

عورت کا جو حال عرب میں تھا وہی پوری دنیا میں بھی تھا عرب کے بعض قبائل لڑکیوں کو دفن کر دیتے تھے۔ قرآن مجید نے اس پر سخت تہدید کی اور اسے زندہ رہنے کا حق دیا اور کہا کہ جو شخص اس کے حق

سے روگردانی کرے گا قیامت کے دن خدا کو اس کا جواب دینا ہوگا۔ فرمایا:

وَاِذَا الْمَوْءٗ دَةُ سُئِلَتْ ۔ بِاَیِّ ذَنْبٍ قُتِلَتْ (التکویر:۸۔۹)

''اس وقت کو یاد کرو جب کہ اس لڑکی سے پوچھا جائیگا جسے زندہ دفن کیا گیا تھا کہ کس جرم میں اسے مارا گیا۔''

ایک طرف ان معصوم کے ساتھ کی گئی ظلم وزیادتی پر جہنم کی وعید سنائی گئی تو دوسری طرف ان لوگوں کو جنت کی بشارت دی گئی۔ جن کا دامن اس ظلم سے پاک ہو اور لڑکیوں کے ساتھ وہی برتاؤ کریں جو لڑکوں کے ساتھ کرتے ہیں اور دونوں میں کوئی فرق نہ کریں۔ چنانچہ حضرت عبداللہ ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ:

من کانت له انثی فلم یئدھا ولم ینھا ولم یوثر ولده علیھا یعنی الذکور لدخله الله الجنة [4]

''جس شخص کی لڑکی ہو وہ نہ تو اسے زندہ درگور کرے اور نہ اس کے ساتھ حقارت آمیز سلوک کرے اور نہ اس پر اپنے لڑکے کو ترجیح دے تو اللہ تعالیٰ اسے جنت میں داخل کرے گا۔''

عورت بحیثیت انسان:

اسلام نے عورت پر سب سے پہلا احسان یہ کیا کہ عورت کی شخصیت کے بارے میں مرد وعورت دونوں کی سوچ اور ذہنیت کو بدلا۔ انسان کے دل ودماغ میں عورت کا جو مقام ومرتبہ اور وقار ہے اس کو متعین کیا۔ اس کی سماجی، تمدنی، اور معاشی حقوق کا فرض ادا کیا۔ قرآن میں ارشاد ربانی ہے کہ:

خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّ خَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا (النساء:۱)

''اللہ نے تمھیں ایک انسان (حضرت آدم) سے پیدا کیا اور اسی سے اس کی بیوی کو بنایا۔''

اس بنا پر انسان ہونے میں مرد عورت سب برابر ہیں۔ یہاں پر مرد کے لیے اس کی مردانگی قابل فخر نہیں ہے اور نہ عورت کے لیے اس کی نسوانیت باعث عار۔ یہاں مرد اور عورت دونوں انسان پر منحصر ہیں اور انسان کی حیثیت سے اپنی خلقت اور صفات کے لحاظ سے فطرت کا عظیم شاہکار ہے۔ جو اپنی خوبیوں اور خصوصیات کے اعتبار سے ساری کائنات کی محترم بزرگ ترین ہستی ہے۔ قرآن میں اشاد ہے کہ:

وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِيْٓ اٰدَمَ وَحَمَلْنٰهُمْ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَرَزَقْنٰهُمْ مِّنَ الطَّيِّبٰتِ وَفَضَّلْنٰهُمْ عَلٰي كَثِيْرٍ مِّمَّنْ خَلَقْنَا تَفْضِيْلًا (سورہ بنی اسرائیل:۷۰)

''ہم نے بنی آدم کو بزرگی وفضیلت بخشی اور انہیں خشکی اور تری کیلئے سواری دی۔ انھیں پاک

چیزوں کا رزق بخشا اور اپنی مخلوقات میں سے بہت سے چیزوں پر انھیں فضیلت دی۔"

اور سورہ التین میں فرمایا:

لَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ فِي أَحْسَنِ تَقْوِيمٍ (التین:۴)

"ہم نے انسان کو بہترین شکل وصورت میں پیدا کیا۔"

چنانچہ آدم کا جملہ مخلوقات پر فضیلت بخشی گئی اور انسان ہونے کی حیثیت سے جو سرفرازی عطا کی گئی اس میں عورت برابر کی حصے دار اور شامل ہے۔[۵]

عورتوں کی تعلیم کا حق:

انسان کی ترقی کا دارومدار علم پر ہے کوئی بھی شخص یا قوم بغیر علم کے زندگی کی تگ ودو میں پیچھے رہ جاتا ہے۔ اور اپنی کند ذہنی کی وجہ سے زندگی کے مراحل میں زیادہ آگے نہیں سوچ سکتا اور نہ ہی مادی ترقی اور نہ ہی مادی ترقی کا کوئی امکان نظر آتا ہے۔ لیکن اس کے باوجود تاریخ کا ایک طویل عرصہ ایسا گزرا ہے جس میں عورت کے لیے علم کی ضرورت واہمیت کو نظر انداز کیا گیا اور اس کی ضرورت صرف مردوں کے لیے سمجھی گئی اور ان میں بھی جو خاص طبقہ سے تعلق رکھتے ہیں صرف وہی علم حاصل کرتے تھے اور عورت علم سے بہت دور جہالت کی زندگی بسر کرتی تھی۔

لیکن اسلام نے علم کو فرض قرار دیا اور مرد عورت دونوں کے لیے اس کے دروازے کھولے اور جو بھی اس راہ میں رکاوٹ و پابندیاں تھیں سب کو ختم کر دیا۔ اسلام نے لڑکیوں کی تعلیم وتربیت کی طرف خاص توجہ دلائی اور اس کی ترغیب اور کارِ ثواب بنایا جیسا کہ رسول ﷺ نے فرمایا: طلب علم فریضة اور دوسری جگہ ابوسعید خدری کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

من عال ثلاث بنات فادبهن وزوجهن واحسن اليهن فله الجنة [۶]

"جس نے تین لڑکیوں کی پرورش کی ان کو تعلیم تربیت دی ان کی شادی کی اور ان کے ساتھ (بعد میں بھی) حسنِ سلوک کیا تو اس کے لیے جنت ہے۔"

اسلام مرد وعورت دونوں کو مخاطب کرتا ہے اور اس نے ہر ایک عبادت اخلاق وشریعت کا پابند بنایا ہے جو کہ علم کے بغیر ممکن نہیں۔ علم کے بغیر عورت نہ تو اپنے حقوق کی حفاظت کر سکتی ہے اور نہ ہی اپنی ذمہ داریوں کو ادا کر سکتی ہے جو کہ اسلام نے اس پر عائد کی ہے اسلئے مرد کیساتھ ساتھ عورتوں کی تعلیم بھی نہایت

ضروری ہے۔

جیسا کہ گزشتہ دور میں جس طرح علم مردوں میں پھیلا اسی طرح عورتوں میں بھی عام ہوا۔ صحابہ کے درمیان قرآن وحدیث میں علم رکھنے والی خواتین کافی مقدار میں ملتی ہیں قرآن وحدیث کی روشنی میں مسائل استنباط اور فتویٰ دینا بڑا ہی مشکل اور نازک کام ہے لیکن پھر بھی اس میدان میں عورتیں پیچھے نہیں تھیں بلکہ صحابہ کرام کے مدمقابل تھیں، جن میں کچھ کا ذکر کیا جاتا ہے۔ مثلاً:

حضرت عائشہؓ، حضرت ام سلمہؓ، حضرت ام عطیہؓ، حضرت صفیہؓ، حضرت ام حبیبہؓ، اسماء بنت ابوبکرؓ، ام شریکؓ، فاطمہ بنت قیسؓ، خولد بنت تویتؓ، وغیرہ نمایاں تھیں۔[۷]

معاشرتی میدان:

جس طرح دیگر معاشروں نے عورت کو کانٹے کی طرح زندگی کی رہ گزر سے مٹانے کی کوشش کی تو اس کے برعکس اسلامی معاشرہ بعض حالتوں میں اسے مردوں سے زیادہ فوقیت اور عزت واحترام عطا کیا ہے۔ وہ ہستی جو عالم دنیا کے لیے رحمت بن کر تشریف لائی (محمدؐ) اس نے اس مظلوم طبقہ کو یہ مژدہ جانفزا سنایا:

حبب الی من الدنیا النساء والطیب وجعلت قرة عینی فی الصلوٰة[۸]

''مجھے دنیا کی چیزوں میں سے عورت اور خوشبو پسند ہے اور میری آنکھ کی ٹھنڈک نماز میں رکھ دی گئی ہے۔''

اس سے ثابت ہوتا ہے کہ عورت سے بیزاری اور نفرت کوئی زہد وتقویٰ کی دلیل نہیں ہے انسان خدا کا محبوب اس وقت ہوسکتا ہے جب وہ اللہ کی تمام نعمتوں کی قدر کرے جو اس نے اپنے بندوں کو نوازا ہے اس کی نظامت اور جمال کا متمنی ہو اور عورتوں سے صحیح ومناسب طریقے سے پیش آنے والا ہو۔ یہی وجہ ہے کہ مرد اور عورت دونوں کے لیے نکاح لازم قرار دیا گیا ہے اس سلسلے میں آپؐ کا ارشاد ہے:

النکاح من سنتی فمن رغب عن سنتی فلیس منی[۹]

نکاح میری سنت ہے جس نے میری سنت سے روگردانی کی اس کا میرے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔[۱۰]

چنانچہ ایک عورت بیوی کی حیثیت سے اپنے شوہر کے گھر کی ملکہ ہے اور اس کے بچوں کی معلم ومربی ہے۔ قرآن کریم میں ارشاد ہے کہ:

هُنَّ لِبَاسٌ لَّكُمْ وَ اَنْتُمْ لِبَاسٌ لَّهُنَّ (البقرہ: ۱۸۷)

''عورتیں تمہارا لباس ہیں اور تم ان کا۔''

یعنی کہ تم دونوں کی شخصیت ایک دوسرے سے ہی مکمل ہوتی ہے۔تم ان کے لیے باعث حسن وآرائش ہوتو وہ تمہارے لیے زینت وزیبائش غرض دونوں کی زندگی میں بہت سے کچھ ایسے تشنہ پہلو ہوتے ہیں جو کہ ایک دوسرے کے بغیر پایہ تکمیل تک نہیں پہنچتے۔ !!

معاشی حقوق:

کسی بھی معاشرہ میں اس کی عزت اس کی معاشی حیثیت کے لحاظ سے ہوتی ہے۔جو جاہِ وثروت کا مالک ہے لوگ اس کو عزت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں اور جس کے پاس نہیں ہے وہ اس کے قریب سے گزرنا بھی گوارانہیں کرتے کرتے عزت کرنا تو دور کی بات ہے۔اسے دنیا کے تمام ساجوں اور نظاموں نے عورت کو معاشی حیثیت سے بہت ہی کمزور رکھا سوائے اسلام کے، پھر اس کی یہی معاشی کمزوری اس کی مظلومیت اور بیچارگی کا سبب بن گئی۔مغربی تہذیب نے عورت کی اسی مظلومیت کا مداوا کرنا چاہا۔اور عورت کو گھر سے باہر نکال کر انھیں فیکٹریوں اور دوسری جگہوں پر کام پر لگادیا۔اس طرح سے عورت کا گھر سے باہر نکل کر کمانا بہت سی دیگر خرابیوں کا وجہ سبب بن گیا ان حالات میں اسلام ہی ایک ایسا مذہب ہے جس نے راہِ اعتدال اختیار کیا۔

(۱) عورت کا نان نفقہ ہر حالت میں مرد کے ذمہ ہے۔اگر بیٹی ہے تو باپ کے ذمہ۔بہن ہے تو بھائی کے ذمہ، بیوی ہے تو شوہر پر اس کا نام نفقہ واجب کردیا گیا۔اور اگر ماں ہے تو اس کے اخراجات اس کے بیٹے کے ذمہ ہے۔ارشاد باری تعالی ہے کہ:

علی الموسع قدرہ وعلی المقتر قدرہ (البقرہ:۲۳۶)

''خوشحال آدمی اپنی استطاعت کے مطابق اور غریب آدمی اپنی توفیق کے مطابق معروف طریقے سے نفقہ دے۔''

(۲) مہر: عورت کا حق مہر ادا کرنا مرد کیلئے لازمی قرار دیا گیا ہے۔اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے کہ:

وَآتُواْ النَّسَاء صَدُقَاتِهِنَّ نِحْلَةً فَإِن طِبْنَ لَكُمْ عَن شَيْءٍ مِّنْهُ نَفْساً فَكُلُوهُ هَنِيئاً مَّرِيئاً (النساء:۴)

''عورتوں کا ان کا حق مہر خوشی سے ادا کرو اگر وہ اپنی خوشی سے اس میں سے کچھ حصہ تمھیں معاف کردیں تو اس کو خوشی اور مزے سے کھاؤ۔''

(۳) وراثت: بعض مذہبوں کے پیش نظر وراثت میں عورت کا کوئی حق نہیں ہوتا، لیکن ان مذہبوں اور معاشروں کے برعکس اسلام نے وراثت میں عورتوں کا باقاعدہ حصہ دلوایا۔ اس کے لیے قرآن میں للذکر مثل حظ الانثیین ارشاد ہوا ہے یعنی مرد کو عورتوں کے برابر حصہ ملے گا۔ (النساء: ۱۱) یعنی عورت کا حصہ مرد سے آدھا ہے، اسی طرح وہ باپ سے، شوہر سے، اولاد سے، اور دوسرے قریبی رشتہ داروں سے باقاعدہ وراثت کی حق دار ہے۔

(۴) مال و جائیداد کا حق: اس طرح عورت کو مہر سے اور وراثت سے جو کچھ مال ملے وہ پوری طرح سے اس کی مالک ہے۔ کیوں کہ اس پر کسی بھی طرح کی معاشی ذمہ داری نہیں ہے بلکہ وہ سب سے حاصل کرتی ہے اس لیے یہ سب اس کے پاس محفوظ ہے۔ اگر مرد چاہے تو اس کا وراثت میں دوگنا حصہ ہے، مگر اسے ہر حال میں عورت پر خرچ کرنا ہوتا ہے لہٰذا اس طرح سے عورت کی مالی حالت (اسلامی معاشرہ میں) اتنی مستحکم ہوجاتی ہے کہ کبھی کبھی مرد سے زیادہ بہتر حالت میں ہوتی ہے۔

(۵) پھر وہ اپنے مال کو جہاں چاہے خرچ کرے اس پر کسی کا اختیار نہیں چاہے تو اپنے شوہر کو دے یا اپنی اولاد کو یا پھر کسی کو ہبہ کرے یا خدا کی راہ میں دے یہ اس کی اپنی مرضی ہے اور اگر وہ ازخود کماتی ہے تو اس کی مالک بھی وہی ہے لیکن اس کا نفقہ اس کے شوہر پر واجب ہے چاہے وہ کمائے یا نہ کمائے۔ اس طرح سے اسلام کے عطا کردہ معاشی حقوق عورت کو اتنا مضبوط بنادیتا ہے کہ عورت جتنا بھی شکر ادا کرے کم ہے جب کہ عورت ان معاشی حقوق سے کلیتاً محروم ہے۔

تمدنی حقوق

شوہر کا انتخاب: شوہر کے انتخاب کے سلسلے میں اسلام نے عورت پر بڑی حد تک آزادی دی ہے۔ نکاح کے سلسلے میں لڑکیوں کی مرضی اور ان کی اجازت ہر حالت میں ضروری قرار دی گئی ہے۔ ارشاد نبوی ہے:

لاینکح الایم حتی تستامر ولاتنکح البکر حتی تستاذن [۱۲]

شوہر دیدہ عورت کا نکاح اس وقت تک نہ کیا جائے جب تک کہ اس کا مشورہ نہ حاصل کیا جائے اور کنواری عورت کا نکاح بھی اس کی اجازت حاصل کیے بغیر نہ کیا جائے۔[۱۳]

اگر بچپن میں کسی کا نکاح ہوگیا ہو، بالغ ہونے پر لڑکی کی مرضی اس میں شامل نہ ہو تو اسے اختیار ہے کہ اس نکاح کو وہ رد کر سکتی ہے ایسے میں اس پر کوئی جبر نہیں کر سکتا۔

ہاں اگر عورت ایسے شخص سے شادی کرنا چاہے جو فاسق ہو یا اس کے خاندان کے مقابل نہ ہو تو ایسی صورت میں اولیاء ضرور دخل اندازی کریں گے۔

خلع کا حق:

اسلام نے عورت کو خلع کا حق دیا ہے کہ اگر ناپسندیدہ ظالم اور ناکارہ شوہر ہے تو بیوی نکاح کو فسخ کر سکتی ہے اور یہ حقوق عدالت کے ذریعے دلائے جاتے ہیں۔

حسن معاشرت کا حق:

قرآن میں حکم دیا گیا: وعاشروھن بالمعروف عورتوں سے حسن سلوک سے پیش آؤ (النساء: ۱۹) چنانچہ شوہر کو بیوی سے حسن سلوک اور فیاضی سے برتاؤ کرنے کی ہدایت کی گئی ہے نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ خیرکم خیرکم لاھلہ۔ تم میں سے بہترین لوگ وہ ہیں جو اپنی بیویوں کے حق میں اچھے ہیں اور اپنے اہل وعیال سے لطف و مہربانی کا سلوک کرنے والے ہیں۔[۱۴]

بیویوں کے حقوق:

اسلام کے آنے کے بعد لوگوں نے عورتوں کو بے قدری کی نگاہوں سے دیکھا اس بے قدری کی ایک شکل یہ تھی کہ لوگ عبادت میں اتنے محو رہتے تھے کہ بیوی کی کوئی خبر نہیں۔ حضرت عمرو بن العاس اور حضرت ابودرداء کا واقعہ کا بڑی تفصیل سے حدیث میں مذکور ہے کہ کثرت عبادت کی وجہ سے ان کی بیوی کو ان سے شکایت ہوئی نبی ﷺ نے ان کو بلا کر سمجھایا اور فرمایا کہ تم پر تمہاری بیویوں کا بھی حق ہے لہذا تم عبادت کے ساتھ ساتھ اپنی بیویوں کا بھی خیال رکھو۔

بیویوں کے حقوق کے بارے میں آپ حجۃ الوداع کے موقع پر فرمایا:

”لوگو عورتوں کے بارے میں میری وصیت قبول کرو وہ تمہاری زیر نگین ہیں تم نے ان کو اللہ کے عہد پر اپنی رفاقت میں لیا ہے اور ان کے جسموں کو اللہ ہی کے قانون کے تحت اپنے تصرف میں لیا ہے تمہارا ان پر یہ حق ہے کہ گھر میں کسی ایسے شخص کو نہ آنے دیں جس کا آنا تمھیں ناگوار ہے اگر ایسا کریں تو تم ان کو ہلکی مار مار سکتے ہو اور تم پر ان کو کھانا کھلانا اور پلانا فرض ہے۔[۱۵]

آپ نے ایک جگہ اور فرمایا: خیر کم خیر کم لاہلہ وانا خیر کم لاہلہ[۱]

''تم میں سے بہترین وہ ہے جو اپنی بیویوں کے لیے بہترین ثابت ہو اور خود میں اپنے اہل وعیال کے لیے تم سب سے بہتر ہوں۔''

ان اکمل المؤمنین ایمانا احسنھم خلقا والطفھم لاھلہ[۲]

''کامل ترین مومن وہ ہے جو اخلاق میں اچھا ہو اور اپنے اہل وعیال کے لیے نرم خو ہو۔''

نبی ﷺ کے فرمان سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ مردوں کو بیویوں کے حق میں سراپا محبت وشفقت ہونا چاہیے اور ہر جائز امور میں ان کی حوصلہ افزائی اور دلجوئی کرنا چاہیے۔ کچھ لمحوں کے لیے دوسروں کے سامنے اچھا بن جانا کوئی مشکل کام نہیں حقیقتاً نیک اور اچھا وہ ہے جو اپنی بیوی سے رفاقت کے دوران صبر وتحمل سے کام لینے والا ہو اور محبت وشفقت رکھنے والا ہو۔[۳]

عورتوں کا معاشرتی مقام اسلام کے نظریہ میں:

اسلام میں معاشرتی حیثیت سے عورتوں کو اتنا بلند مقام حاصل ہے کہ اس کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ معاشرت کے باب میں اللہ تعالیٰ نے خاص طور پر مرد کو مخاطب کر کے یہ حکم دیتا ہے کہ ان کے ساتھ معاشرت کے باب میں ''معروف'' کا خیال کیا جائے۔ تاکہ وہ معاشرت کے ہر پہلو اور ہر چیز میں حسن معاشرت برتیں۔ ارشاد ربانی ہے کہ:

وَعَاشِرُوهُنَّ بِالْمَعْرُوفِ فَإِن كَرِهْتُمُوهُنَّ فَعَسَى أَن تَكْرَهُواْ شَيْئاً وَيَجْعَلَ اللّهُ فِيهِ خَيْراً كَثِيراً (النساء:۱۹)

''اور ان عورتوں کے ساتھ حسن معاشرت کے ساتھ زندگی گزارو اگر وہ تم کو ناپسند ہوں تو ممکن ہے کہ تم کوئی چیز ناپسند کرو اور اللہ اس میں خیر کثیر رکھ دے۔''

معاشرت کے معنی ہیں، مل جل کر زندگی گزارنا اس لحاظ سے اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں ایک تو مردوں کو عورتوں سے مل جل کر زندگی گزارنے کا حکم دیاہ ے۔ دوسرے یہ کہ ''معروف'' کے ساتھ اسے مقید کردیا ہے لہٰذا امام ابوبکر جصاص رازی (المتوفی ۳۷۰ھ) نے معروف کی تفسیر کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ اس میں عورتوں کا نفقہ، مہر، عدل کا شمار کرسکتے ہیں۔

اور معروف زندگی گزارنے سے مطلب یہ ہے کہ گفتگو میں نہایت شائستگی اور شیفتگی سے کام لیا

جائے باتوں میں حلاوت ومحبت ہو حاکمانہ انداز نہ ہو اور ایک بات کو توجہ کے ساتھ سنیں اور بے رخی بے اعتنائی نہ برتیں اور نہ ہی کوئی بدمزاجی کی جھلک ظاہر ہو۔ [۱۸]

قرآن میں صرف معاشرت کے لیے ہی نہیں کہا گیا کہ عورتوں کے ساتھ معروف طریقے سے پیش آنا مردوں پر خدا نے فرض کیا ہے بلکہ اسی کے ساتھ ہر طرح کے مسائل کے بارے میں کہا گیا ہے۔ جیسے مطلقہ عورت کے باری میں صاف طور پر یہ اعلان کیا گیا ہے کہ:

وَلَا تُمْسِكُوهُنَّ ضِرَارًا لِّتَعْتَدُوا (البقرہ:۲۳۱)

''ایذا ہی کے خیال سے ان کو نہ روک رکھو تا کہ تم زیادتی کرو۔''

عورتوں کی آزادیٔ رائے کا حق:

اسلام میں عورتوں کی آزادی کا حق اتنا ہی ہے جتنا کہ مرد کو حاصل ہے خواہ وہ دینی معاملہ ہو یا دنیاوی۔ اس کو پورا حق ہے کہ وہ دینی حدود میں رہ کر ایک مرد کی طرح اپنی رائے آزادانہ استعمال کرے۔

جس طرح اسلام نے مرد کو یہ حق دیا کہ وہ کسی بھی مسئلے میں نبی سے استفسار واعتراض کر سکتے ہیں اور خلیفہ وقت کو بھی کسی بھی بات یا مسئلے میں اپنی رائے کا اظہار کر سکتے ہیں اور ٹوک بھی سکتے ہیں۔ لہذا یہی حق عورتوں کو بھی حاصل ہے۔ ایک حدیث ہے کہ: ایک موقع پر حضرت عمر نے فرمایا کہ: ''تم لوگوں کو متنبہ کیا جاتا ہے کہ عورتوں کی مہر زیادہ نہ باندھو، اگر مہر زیادہ باندھنا دنیا کے اعتبار سے بڑائی ہوتی اور عنداللہ تقویٰ کی بات ہوتو نبی ﷺ اس کے زیادہ مستحق ہوتے۔ (ترمذی)

حضرت عمرؓ اس تقریر پر ایک عورت نے بھری مجلس میں ٹوکا اور کہا کہ عمر یہ کیسے کہتے ہو حالاں کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: وَآتَيْتُمْ إِحْدَاهُنَّ قِنطَارًا فَلَا تَأْخُذُوا مِنْهُ شَيْئًا (النساء:۲۰)

''اور دیا ہے ان میں سے کسی ایک کو ڈھیر سامان تو اس میں سے کچھ نہ لو۔''

یعنی جب خدا نے جائز رکھا ہے کہ شوہر مہر میں ایک قنطار بھی دے سکتا ہے تو تم اس کو منع کرنے والے کون ہوتے ہو۔ حضرت عمر نے یہ سن کر فرمایا کلکم اعلم من عمر تم سب تم سے زیادہ علم والے ہو۔ اس عورت کی آزادیٔ رائے کو مجروح قرار نہیں دیا کہ حضرت عمر کو کیوں ٹوکا گیا اور ان پر کیوں اعتراض کیا گیا۔ کیوں کہ حضرت عمر کی گفتگو اولیت اور افضیلت میں تھی۔ نفس جواز میں نہ تھی۔

اس سے ثابت ہوتا ہے کہ عورتوں کو پورا حق ہے کہ اپنی آزادیٔ رائے رکھنے کا۔ حتی کہ اسلام نے

لونڈیوں کو بھی اپنی آزادانہ رائے رکھنے کا حق دیا۔ اور یہ اتنی عام ہو چکی تھی کہ عرب کی لونڈی اس پر بے جھجک بنا تردد کے عمل کرتی تھیں حتی کہ رسالت مآب ﷺ کی اس رائے سے جو بحیثیت نبوت و رسالت کے نہیں ہوتی تھی، اس پر بھی بے خوف و خطر کے اپنی رائے پیش کرتی تھیں اور انھیں کسی چیز کا خطرہ محسوس نہیں ہوتا تھا اور نہ ہی نافرمانی کا۔[۱۹]

اس آزادیٔ رائے کا سرچشمہ خود آپ ﷺ کی ذات رسالت تھی۔ آپ ﷺ کی تربیت نے ازواج مطہرات میں آزادیٔ ضمیر کی روح پھونک دی تھی جس کا اثر تمام عورتوں پر پڑتا تھا۔

(حواشی)

۱۔ مسلمان عورت کے حقوق اور ان پر اعتراضات کا جائزہ، سید جلال الدین عمری، مطبع ادارہ تحقیق وتصنیف اسلامی، مارچ ۱۹۸۶ء، ص: ۱۵

۲۔ اسلام میں عورت کا مقام، مرتبہ: ثریا بتول علوی، اسلامک بک فاؤنڈیشن، نئی دہلی ۱۹۹۳ء، ص: ۱۵

۳۔ اسلام میں عورت کا مقام، مرتبہ: ثریا بتول علوی، اسلامک بک فاؤنڈیشن، نئی دہلی ۱۹۹۳ء، ص: ۲۹۔۳۰

۴۔ ابوداؤد، باب فضل من عال یتامی، ابوداؤد سلیمان بن الاشعث السجستانی، مکتبہ معارف للنشر والتوزیع، ص: ۹۳۰

۵۔ اسلام میں عورت کا مقام و مرتبہ، ثریا بتول علوی، اسلامک بک فاؤنڈیشن، نئی دہلی ۱۹۹۳ء، ص: ۳۱

۶۔ ابوداؤد، باب فضل من عال فی یتامی، مکتبہ معارف للنشر والتوزیع، ص: ۹۳۱

۷۔ مسلمان عورتوں کے حقوق اور ان پر اعتراضات کا جائزہ سید جلال الدین عمری، ادارہ تحقیق وتصنیف اسلامی، مارچ ۱۹۸۶ء، ص: ۲۹

۸۔ نسائی، ابی عبدالرحمٰن احمد بن شعیب بن علی الشہیر (النسائی)، مکتبہ معارف للنشر والتوزیع، ۱۳۰۳ھ ص: ۶۰۹

۹۔ بخاری، کتاب النکاح، کتب خانہ رشیدیہ، دہلی، ص: ۷۵۷۔۷۵۸

۱۰۔ بخاری، کتاب النکاح، کتب خانہ رشیدیہ، دہلی، ص: ۷۵۷۔۷۵۸

۱۱۔ اسلام میں عورت کا مقاموم و مرتبہ: ثریا بتول علوی، اسلامک بک فاؤنڈیشن، نئی دہلی ۱۹۹۳ء، ص: ۳۵

۱۲۔ مشکوٰۃ کتاب النکاح، کتب خانہ نعیمیہ، دیوبند، ص: ۲۷۰

۱۳۔ مشکوٰۃ، باب عشرۃ النساء، کتب خانہ نعیمیہ، دیوبند، ص: ۲۸۱

۱۴۔ مشکوٰۃ، کتاب النکاح، کتب خانہ نعیمیہ، دیوبند، ص: ۲۷۰

۱۵۔ مشکوٰۃ بروایت صحیح مسلم، فی قصۃ حجۃ الوداع، کتب خانہ نعیمیہ، دیوبند، ص: ۲۲۵

۱۶۔ مشکوٰۃ، باب عشرۃ النساء، کتب خانہ نعیمیہ، دیوبند، ص: ۲۸۱

۱۷۔ مشکوٰۃ، عن ترمذی، کتب خانہ نعیمیہ، دیوبند، ص:

۱۸۔ اسلام میں عورت کا مقام، مرتبہ: ثریا بتول علوی، اسلامک بک فاؤنڈیشن، نئی دہلی ۱۹۹۳ء، ص: ۶۰۔۶۱

۱۹۔ اسلام میں عورت کا مقام، مولوی عبدالصمد رحمانی، دینی بک ڈپو اردو بازار، دہلی، ص: ۱۷

۲۰۔ اسلام میں عورت کا مقام، مولوی عبدالصمد، رحمانی، دینی بک ڈپو، اردو بازار دہلی، ص: ۲۲۔۲۳

جناب محمد اسعد عمر*

مولانا جلال الدین رومیؒ اور اُن کی مثنوی

صاحب مثنوی مولانا رومی کا نام محمد اور لقب جلال الدین تھا مولانا روم یا مولانا رومی کے نام سے مشہور اور معروف ہوئے ، ۶/ربیع الاول ۶۰۴ھ کو افغانستان کے علاقہ بلخ میں پیدا ہوئے آپ کا سلسلہ نسب والد کی طرف سے سیدنا ابوبکر صدیقؓ سے ملتا ہے اور والدہ کی طرف سے سیدنا علی المرتضیٰؓ سے آپ کے والد ماجد کا نام بھی محمد، لقب بہاؤالدین اور خطاب سلطان العلماء تھا۔

مولانا رومی نے ابتدائی تعلیم اپنے والد ماجد سے حاصل کی بعد میں آپ کے والد نے اپنے شاگرد رشید اور مرید خاص مولانا برہان الدین کو آپ کا استاد اور اتالیق مقرر کیا، آپ کی تربیت ان ہی کے زیر سایہ ہوئی اور اکثر علوم وفنون بھی ان ہی سے حاصل کیے۔

۶۱۰ھ میں آپ کے والد مولانا بہاء الدین نے بلخ سے نیشاپور ہجرت کی اور یہیں قیام پذیر ہوئے مولانا روم بھی اپنے والد کے ہمراہ تھے حضرت خواجہ فرید الدین عطارؒ ملنے آئے اور اپنی مثنوی اسرار نامہ ہدیتاً آپ کو عنایت فرمایا اور آپ کے والد مولانا بہاء الدین کو ہدایت کی کہ اس جوہر قابل کی تربیت سے غافل نہ رہنا، یہ ایک دن غلغلہ برپا کرے گا اس وقت آپ کی عمر چھ برس تھی مولانا رومی کی شادی اٹھارہ سال کی عمر میں ہوئی ۶۲۶ھ میں والد کے ہمراہ قونیہ تشریف لے گئے اور یہیں رہنے لگے قونیہ میں دو سال گزارنے کے بعد ۶۲۸ھ میں آپ کے والد مولانا بہاؤالدین کا انتقال ہوا والد محترم کے انتقال کے بعد سلطان وقت اور تمام اکابر کے اتفاق رائے سے آپ اپنے والد ماجد کے جانشین مقرر ہوئے اور ان کے سلسلۂ درس و تدریس اور تلقین وارشاد کو بدستور جاری رکھا۔

۶۳۰ھ میں جب کہ آپ کی عمر چھبیس برس تھی مزید علوم وفنون کے اکتساب کے لئے شام کے شہر حلب میں آوارد ہوئے اور مدرسہ حلاویہ میں رہائش پذیر ہو کر کمال الدین ابن العدیم سے اکتساب

---

* ابن مولانا قاری محمد عمر علی، مہتمم جامعہ تحسین القرآن نوشہرہ

کیا۔اس کے بعد آپ دمشق تشریف لے گئے اور سات سال تک وہیں علمی پیاس بجھاتے رہے۔ دمشق میں بڑے بڑے مشائخ کی صحبت سے فیض یاب ہوئے جن میں شیخ محی الدین ابن عربی، شیخ سعد الدین حموی، شیخ عثمان رومی، شیخ اوحدالدین کرمانی اور شیخ صدرالدین قونوی شامل ہیں۔

دمشق میں علوم فنون کے اکتساب سے فارغ ہوکر واپس قونیہ تشریف لائے اور یہاں مستقل طور پر قیام پذیر ہوئے آپ تمام مذاہب سے واقف ہو چکے تھے خاص کر علم کلام اور علم فقہ میں کامل دستگاہ رکھتے تھے فلسفہ و حکمت اور تصوف میں گوہر یکتا تھے آپ کا اکثر وقت درس و تدریس، وعظ و نصیحت اور فتاوی نویسی میں صرف ہوتا تھا خلاصہ یہ کہ آپ علوم ظاہری میں مقتدا بن چکے تھے۔

۶۸۲ھ تک آپ کی یہ حالت برقرار رہی اس کے بعد آپ کی زندگی میں وہ عظیم اور عجیب انقلاب برپا ہوگیا جس کی وجہ سے آپ مولوی روم سے مولائے روم بنے اور اسی انقلاب اور واقعہ سے آپ کی زندگی کا دوسرا دور شروع ہوتا ہے یہ واقعہ مولانا رومی کی شمس تبریزی سے ملاقات تھی اس ملاقات کے احوال بھی عجیب وغریب ہیں، جنکے بارے میں کئی روایتیں منقول ہیں البتہ ہم یہاں پر ایک روایت نقل کرتے ہیں۔

مولانا رومی ایک اپنے شاگردوں کے حلقہ میں جلوہ افروز تھے سامنے کتابوں کا ڈھیر تھا، دفعتاً شمس تبریزی ملنگوں کے سے انداز میں نمودار ہوئے اور کتابوں کی طرف اشارہ کرکے پوچھا کہ یہ کیا ہے؟ مولانا رومی نے بے رخی سے جواب دیا کہ یہ وہ چیز ہے جس کو تم نہیں جانتے یہ سن کر شمس تبریزی نے گہری نگاہ سے کتابوں کی طرف دیکھا اتنے میں کتابوں کے اندر آگ بھڑک اٹھی مولانا رومی نے شمس تبریزی سے پوچھا کہ یہ کیا ہے؟ انہوں نے جواب دیا کہ یہ وہ ہے جس کو تم نہیں جانتے یہ کہہ کر اپنی راہ لی اس واقعہ کے بعد مولانا رومی کی حالت انتہائی بگڑ گئی، اہل وعیال، شان وشوکت اور تمام علمی مشاغل کو یکسر چھوڑ دیا اور شمس تبریزی کی تلاش میں نکل کھڑے ہوئے، ملک کا گوشہ گوشہ اور چپہ چپہ چھان مارا مگر شمس تبریزی نہ ملے چونکہ مولانا رومی کی اس حالت سے ان کے مرید سخت پریشان اور مضطرب تھے اس لئے کہتے ہیں کہ مولانا کے کسی مرید نے شمس تبریزی کو قتل کردیا۔

شمس تبریزی کی غیبت کے بعد مولانا کی حالت انتہائی دگرگوں ہو چکی تھی اسی اضطراب اور بے چینی کی حالت میں ایک دن صلاح الدین زرکوب کی دوکان کے سامنے سے گزر رہے تھے اور وہ

چاندی کے اوراق کوٹ رہے تھے مولانا پر ان کے ہتھوڑے کی آواز نے سماع کا اثر پیدا کر دیا، وہیں کھڑے کھڑے حالت وجد طاری ہوگئی آپ کو دیکھ کر صلاح الدین نے زرکوبی کا شغل چھوڑا اور آپ کی طرف لپکے اور آپ سے بغل گیر ہوئے اس وقت مولانا کی زبان پر یہ شعر جاری تھا۔ ؎

یکے گنجے پدید آمد ازیں دکان زرکوبی — زہے صورت، زہے معنیٰ، زہے خوبی، زہے خوبی

دونوں بزرگ جوش و مستی کی حالت میں ظہر سے عصر تک اسی کیفیت میں رہے، اس کے بعد صلاح الدین نے اپنی ساری دکان لٹا دی اور آپ کے ساتھ ہو لئے صلاح الدین خود بھی صاحب حال اور صاحب نسبت بزرگ تھے، مولانا رومی کو ان کی صحبت سے بہت تسلی اور تشفی ہوئی سپہ سالار کا بیان ہے مولانا رومی شمس تبریزی کی غیبت کے بعد صلاح الدین زرکوب کے مجرے میں چالیس دن تک چلہ کش رہے تھے اور اس دوران کھانا پینا اور لوگوں سے ملنا جلنا بالکل ترک کر دیا تھا غرض صلاح الدین زرکوب کی صحبت میں آپ نے نو سال گزارے۔

۶۶۸ھ میں صلاح الدین زرکوب کا انتقال ہوا ان کے انتقال کے بعد مولانا نے اپنے خاص مرید حضرت حسام الدین چلپی کو اپنا ہمراز اور مصاحب بنا لیا اور تاحیات انکی صحبت سے دل کی تسکین دیتے رہے مولانا رومی حضرت حسام الدین چلپی کا مرشد و پیر جیسا احترام کرتے تھے حتیٰ کہ لوگ حسام الدین چلپی کو مولانا کا پیر سمجھنے لگے مولانا رومی نے اپنی شہرہ آفاق کتاب مثنوی ان ہی کے اصرار اور خواہش پر لکھی مولانا ندوی کے بقول یہ کہنا بے جا نہ ہوگا کہ ''مثنوی شریف کا وجود میں آنا آپ ہی کی وجہ سے ہوا''

مولانا رومی کی وفات سے قبل ۶۷۲ھ میں قونیہ میں بڑے زور دار زلزلے آئے اور چالیس دن تک اس کے جھٹکے محسوس کیے جاتے رہے مولانا نے فرمایا کہ زمین بھوکی ہے اور لقمہ تر چاہتی ہے چنانچہ چند دنوں کے بعد آپ بیمار ہو گئے ماہر اور تجربہ کار اطباء نے علاج کیا ''مگر مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی'' غرض ۵/ جمادی الثانی، بروز اتوار ۶۸۲ھ غروب آفتاب کے وقت آپ کی وفات ہوئی یوں علم و فضل کا یہ چمکتا آفتاب ہمیشہ کیلئے نظروں سے روپوش ہو گیا آپ ۶۸ برس عمر پائی آپ کا جنازہ میں امیر و فقیر، شاہ و گدا سبھی شامل تھے شیخ صدر الدین نماز جنازہ پڑھنے کیلئے آگے بڑھے مگر شدت غم کی وجہ سے چیخ ماری اور بے ہوش ہو گئے چنانچہ اس کے بعد قاضی سراج الدین نے نماز جنازہ پڑھائی۔

مولانا کی وصیت کے بعد حضرت حسام الدین چلپی آپ کے جانشین اور خلیفہ مقرر ہوئے آپ نے دو فرزند چھوڑے، ایک علاؤ الدین محمد، دوسرے سلطان ولد حضرت حسام الدین چلپی نے جب

۶۸۴ھ میں انتقال فرمایا تو ان کے بعد سلطان سند خلافت پر جلوہ افروز ہوئے۔

مولانا رومی کے تصانیف میں سے ایک تصنیف فیہ مافیہ ہے جو ان کے خطوط کا مجموعہ ہے اس کے علاوہ پچاس ہزار اشعار پر مشتمل دیوان بھی آپ سے یادگار ہے اس دیوان کو اکثر لوگ شمس تبریزی کا دیوان خیال کرتے ہیں مگر یہ قطعاً غلط ہے وجہ مغالطہ یہ ہے کہ مولانا نے اکثر غزلوں کو مقطع میں شمس تبریزی کا نام ڈال دیا ہے مولانا کی تیسری تصنیف مثنوی ہے جن کی بدولت آپ کو عالم گیر شہرت حاصل ہوئی آپ اللہ تعالیٰ کی کروڑوں رحمتیں ہوں۔

شہرہ آفاق تصنیف مثنوی:

دولت غزنویہ ہی کے آخر میں حکیم سنائی نے حدیقہ نامی کتاب لکھی، تصوف کے موضوع پر یہ پہلی منظوم کتاب تھی، اس کے بعد خواجہ فرید الدین عطار نے کئی مثنویاں لکھیں، جن میں منطق الطیر کو زیادہ قبول عام نصیب ہوا ایک دن ایک خاص کیفیت میں مثنوی کے ابتدائی اشعار مولانا رومی کے زبان سے نکل گئے پھر حضرت حسام الدین چلپی نے شدید اصرار کیا کہ مثنوی کی تکمیل کی جائے، چنانچہ مولانا نے پورے چھ دفتر لکھ ڈالے مثنوی کی تصنیف کے دوران کئی بار وقفے بھی پڑے جن کی جانب مولانا نے خود بھی اشارہ کیا ہے۔ مدتے ایں مثنوی تاخیر شد مہلتے بایست تا خوں شیر شد

مشہور یہ ہے کہ مولانا نے چھٹا دفتر ادھورا چھوڑ دیا تھا اور یہ فرمادیا تھا۔

باقی ایں گفتہ آید بے زباں در دل ہر کس کہ دارد نور جاں

مفکر اسلام مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ مثنوی کے اثر کے عنوان سے رقم طراز ہیں کہ:

”مثنوی نے عالم اسلام کے افکار و ادبیات پر بڑا گہرا اور دیرپا اثر ڈالا، اسلامی ادب میں ایسی شاذ و نادر کتابیں ملیں گی، جنھوں نے عالم اسلام کے اتنے وسیع حلقہ کو اتنی طویل مدت تک متاثر رکھا ہو، چھ صدیوں سے مسلسل دنیائے اسلام کے عقلی، علمی، ادبی حلقے اس کے نغموں سے گونج رہے ہیں، اور وہ دماغ کو نئی روشنی اور دلوں کو نئی حرارت بخش رہی ہے اس سے ہر دور میں شاعروں کو نئے مضامین، نئی زبان، نیا اسلوب ملتا رہا، اور وہ ان کے قوائے فکر اور ادبی صلاحیتوں کو ابھارتی رہی معلمین و متکلمین کو اپنے زمانہ کے سوالات وشبہات کو حل کرنے کیلئے اس سے نئے نئے دلائل، دل نشین مثالیں، دل آویز حکایتیں اور جواب کی نئی نئی راہیں ملتی رہیں اور وہ اسکے سہارے اپنے زمانہ کی بے چین طبیعتوں اور ذہین نوجوانوں کو مطمئن کرتے رہے اہل سلوک ومعرفت کو اس سے عارفانہ مضامین، دقیق وعمیق علوم

اور سب سے بڑھ کر محبت کا پیغام اور سوز و گداز اور جذب و مستی کا سامان ملتا رہا اور وہ ان کی خلوتوں اور انجمنوں کو صدیوں تڑپاتی اور گرماتی رہی اس لئے ہر دور کے اہل محبت اور اہل معرفت نے اس کو شمع محفل اور ترجمان دل بنا کر رکھا (تاریخ دعوت وعزیمت، ص ۳۹۷، ج ۱)

ایران کی چار کتب کو بے نظیر شہرت اور مقبولیت حاصل ہوئی شاہ نامہ فردوسی ، گلستان سعدی ، دیوان حافظ اور مثنوی پھر ان چار کتابوں میں مثنوی کو جو عالم گیر شہرت حاصل ہوئی وہ کسی دوسری کتاب کو حاصل نہ ہو سکی اس کی سب سے بڑی دلیل یہ ہے کہ علماء کی سب سے زیادہ تعداد نے مثنوی کی طرف اعتناء کیا ہے اور اس کی توضیح وتشریح کی اپنے اپنے انداز میں خدمت کی ہے۔

مثنوی کی بڑی ضخیم شرحیں لکھی گئی ہیں جن کا ذکر کشف الظنون میں ہے اس کے علاوہ مولانا شبلی نعمانیؒ نے اپنی کتاب سوانح مولانا روم میں محمد افضل الہ آبادی ، ولی محمد ، مولانا عبدالعلی بحرالعلوم ، اور محمد رضا کی شرحوں کا ذکر کیا ہے اس کے علاوہ مولانا محمد نذیر عرشیؒ نے مفتاح العلوم کے نام سات ضخیم جلدوں میں مثنوی کی شرح فرمائی ، یہ شرح بڑے ادیبانہ انداز میں لکھی گئی ہے اور اس سے خاص و عام یکساں طور پر مستفید ہو سکتے ہیں مولانا اشرف علی تھانویؒ نے کلید مثنوی کے نام سے بارہ جلدوں میں نہایت علمی شرح لکھی ہے نیز مرآۃ المثنوی از جناب تلمند حسین اور تشبیہات رومی از ڈاکٹر خلیفہ عبدالحکیم بھی قابل قدر کتابیں ہیں۔ اقبال نے عصر حاضر کے نوجوانوں کو کیا خوب نصیحت کی ہے۔

پیر رومی را رفیق راہ ساز تا خدا بخشد ترا سوز و گداز
زانکہ رومی مغز را داند زپوست پائے او محکم فقد در کوئے درست

دارالعلوم حقانیہ کا اعزاز اور مولانا سمیع الحق صاحب کی علم دوستی:

علوم دینیہ کی عظیم درس گاہ دارالعلوم حقانیہ کو جہاں اللہ تعالیٰ نے دیگر کئی خصوصیات اور امتیازات سے نوازا ہے وہیں س کو یہ منفرد اعزاز بھی حاصل ہے کہ جو علوم وفنون متروک ہو چکے ہیں اور جن کتابوں کو اہل مدارس نے پس پشت ڈال دیا ہے دارالعلوم حقانیہ ان علوم وفنون اور کتابوں کے تن مردہ میں از سر نو روح پھونک رہی ہے اور ان کو زندہ و جاوید بنانے کی طاقت بھر کوشش کر رہی ہے اور یہ صرف دارالعلوم حقانیہ ہی کا خاصہ ہے۔ تو مجھ کو بھری بزم میں تنہا نظر آیا

حالانکہ ام المدارس دارالعلوم دیو بند میں قاسم العلوم والخیرات حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ اس کو درساً درساً پڑھایا کرتے تھے انکے بعد شیخ الہند حضرت مولانا محمود الحسن دیو بندیؒ نے اسکا درس جاری رکھا۔

اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے دارالعلوم حقانیہ کے لائق و فائق مدرس حضرت العلامہ مولانا فیض الرحمٰن مدظلہ نے میدان عمل میں قدم رکھا اور اپنے اسلاف کی گم شدہ میراث کا سراغ لگالیا، اور مثنوی کا درس خارجی اوقات میں دینا شروع کردیا۔

دارالعلوم حقانیہ کے اس کارنامے کا سہرا مہتمم دارالعلوم حضرت مولانا سمیع الحق صاحب زیدمجد کے سر ہے، جن کی خصوصی توجہ اور ذاتی دل چسپی سے یہ مبارک سلسلہ شروع ہوا یہ ان کی علم دوستی اور حسن اہتمام کی بین دلیل ہے۔

مثنوی میں مولانا فیض الرحمٰن صاحب کا اندازِ تدریس:

شیخ الادب والمنطق حضرت العلامہ مولانا فیض الرحمٰن صاحب مدظلہ دارالعلوم حقانیہ کے ہونہار فرزند اور لائق مدرس ہیں، تقریباً ۱۳ برس سے یہاں تشنگان علوم وفنون کے احیاء میں خاصے سرگرم ہیں جلاء الفراسۃ شرح دیوان الحماسۃ، الارشاد الی تحقیق بانت سعاد اور الہام الباری شرح قطبی جیسی وقیع کتابوں کے مصنف ہیں اپنی متعلقہ کتابوں کے علاوہ خارجی اوقات میں حجۃ اللہ البالغۃ، بدء الامالی، گلستان و بوستان، مثنوی، دیوان حافظ، محمود نامہ اور دیگر کتابیں بھی پڑھاتے ہیں یہ وہ کتابیں ہیں جو مدارس میں متروک ہوچکی ہیں۔

مثنوی کیساتھ آپکو خاص شغف ہے آپ کا مثنوی پڑھانے کا انداز نہایت نرالا ہے سب سے پہلے سبق کا جامع خلاصہ چند الفاظ میں پیش کردیتے ہیں اس کے بعد اپنے مخصوص ترنم کے ساتھ نہایت شیریں آواز اور پرسوز انداز میں شعر پڑھتے ہیں اگر شعر میں مشکل اور وضاحت طلب الفاظ ہوں تو ان کی مکمل تحقیق وتوضیح کردیتے ہیں اور آخر میں نہایت سادہ اور روان ترجمہ بیان فرمادیتے ہیں۔

عبارت کی صحت اور شعر پڑھنے کے طرز وانداز پر خصوصی نظر رکھتے ہیں درس ایسی جگہ ختم کرتے ہیں کہ شاگرد اگلے درس میں شرکت کیلئے بے چین و بے قرار ہوجاتا ہے اور ایک ایک لحہ گن کر اگلے درس کا انتظار کرتا ہے۔ .... اس کے علاوہ آپ کا درس دل چسپ مثالوں، دل آویز حکایتوں، پرلطف چٹکلوں اور فارسی اردو پشتو کے لاجواب اشعار کا مجموعہ ہوتا ہے عام سی بات میں ایسا مزاح بھردیتے ہیں کہ محفل کشت زعفران بن جاتی ہے آپ کے درس میں گھنٹوں مسلسل بیٹھنے والا کسی قسم کی اکتاہٹ اور تھکاوٹ محسوس نہیں کرتا بلکہ جس طرح شروع میں تازہ دم ہوتا ہے اسی طرح آخر میں بھی فرحت و انبساط محسوس کرتا ہے جی چاہتا ہے کہ آپ بولتے رہیں اور ہمہ تن گوش بن کرسنتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ آپ کے علم وعمل میں مزید برکت دے اور آپ کا سایہ ہمارے سروں پر تادیر قائم ودائم رکھے۔

مولانا سعید الحق جدون

قربانی پر اشکالات کا علمی جائزہ

ماہ ذوالحجہ ہر سال کی طرح امسال بھی اپنے جلو میں اسلام کی دو اہم عبادتیں لے کر آ رہا ہے۔ حج اور قربانی۔قربانی کا یہ دستور صرف ہمارے دین کے ساتھ خاص نہیں بلکہ قربانی کا یہ تسلسل حضرت آدم علیہ السلام سے شروع ہوا ہے' فرزندن آدم علیہ السلام کی قربانی کا تذکرہ ان الفاظ میں موجود ہے

إِذْ قَرَّبَا قُرْبَانًا فَتُقُبِّلَ مِنْ أَحَدِهِمَا وَلَمْ يُتَقَبَّلْ مِنَ الْآخَرِ (مائدہ:۲۷)

جب دونوں (ہابیل اور قابیل) نے قربانی کی' توان میں سے ایک کی قربانی قبول ہوئی اور دوسرے کی قبول نہ ہوئی۔ آدم علیہ السلام کے بعد ہر امت میں یہ طریقہ چلا آ رہا ہے۔اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

لِكُلِّ أُمَّةٍ جَعَلْنَا مَنسَكًا لِيَذْكُرُوا اسْمَ اللَّهِ عَلَىٰ مَا رَزَقَهُم مِّن بَهِيمَةِ الْأَنْعَامِ (الحج: ۳۴)

اور ہم نے ہر امت کے واسطے قربانی مقرر کی ہے تاکہ اللہ کا نام لیں ان جانوروں پر جو اللہ نے عطاء فرمائے۔

اس آیت کی تفسیر میں صاحب تفسیر حقانی لکھتے ہیں کہ تم سے پہلے بھی ہم نے ہر قوم کیلئے رسم قربانی اللہ کا نام یاد کرنے کیلئے جاری کی ہے۔یہ کوئی نئی بات نہیں۔حضرت موسیٰؑ ' حضرت یعقوبؑ' حضرت اسحاقؑ اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کی شریعتوں کا دستور اللہ تعالیٰ کی طرف سے تھا۔

مسلمانوں کی مروجہ قربانی دراصل ملت ابراہیمی کی پیروی ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے امت مسلمہ کو ملت ابراہیمی کے پیروی کا حکم دیا ہے۔ارشاد ہے: فَاتَّبِعُوا مِلَّةَ إِبْرَاهِيمَ حَنِيفًا (آل عمران ۹۵)تم ابراہیم حنیف کی ملت کی پیروی کرو۔

زید بن ارقمؓ فرماتے ہیں کہ صحابہ نے عرض کیا یارسول اللہ یہ قربانی کیا چیز ہے؟ آپؐ نے فرمایا کہ تمہارے باپ حضرت ابراہیمؑ کی سنت ہے۔انہوں نے عرض کیا کہ یارسول اللہ اس میں ہمارا کیا فائدہ ہے؟ آپ نے فرمایا کہ (جانور) کے ہر بال کے بدلے میں بھی ایک ایک نیکی ملے گی۔(ابن ماجہ)

قربانی پر اٹھائے گئے اشکالات:

رسالت ماب حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے ۲ ہجری کو قربانی شروع کی۔اور اسکے بعد ہمیشہ مدینہ منورہ

میں قربانی ادا کرتے تھے۔ اس کے علاوہ قرون ثلثہ یعنی صحابہ کرام، تابعین، تبع تابعین نے فراخی کی حالت میں بقرعید کے دن قربانی کا عمل کیا ہے اور اس پر دوام ظاہر کیا ہے لیکن اس دن قربانی کے بجائے صدقہ کرنے یا دیگر فلاحی کاموں کے سرانجام دینے کو ترجیح نہیں دی ہے جبکہ آج کے دور میں جدید اسلام کے داعیوں نے قربانی کے اس سنت عمل پر طرح طرح کے سوالات اور اشکالات اٹھائے ہیں اور قوم کو یہ مشورہ دیا ہے کہ قربانی پر ہونے والے غیر معمولی اخراجات کو فلاحی فنڈز میں جمع کیا جائے تاکہ اس سے غریبوں اور بے سہاروں کی مدد ہو سکے۔ قربانی کے اخراجات پر اٹھنے والے اشکالات جو اہل قلم حضرات نے لکھیں ہیں اور اپنا جو نقطہ نظر بیان کیا ہے اس کا لب لباب اور نچوڑ حسب ذیل ہے۔

۱۔ عیدالاضحیٰ میں لاکھوں جانور ذبح ہوجاتے ہیں اس کا بڑا اثر اقتصادیات پر پڑ جاتا ہے کیونکہ سال بھر لوگوں کو گوشت ملنے میں مشکلات پیدا ہوجائیں گے اور جانور کم ہوجائیں گے۔

۲۔ اتنی خطیر رقم کا خرچ کرنا اسراف کے زمرے میں آتا ہے اس رقم کو فلاحی فنڈز میں جمع کرنا چاہیے تاکہ یہی رقم معاشرے کے فلاح و بہبود کے لئے استعمال کیا جائے۔

۳۔ اس دن گوشت فضول ضائع ہوجاتا ہے اگر سال بھر میں وقتاً فوقتاً ان ہی جانوروں کو ذبح کیا جائے تو اس گوشت سے لوگ استفادہ کرسکتے ہیں۔

۴۔ قربانی محض سنت عمل ہے ایک سنت عمل پر اتنی خطیر رقم خرچ کرنا مناسب نہیں۔

۵۔ قربانی کا عمل خودنمائی کا عمل ہے۔

اشکالات کا علمی جائزہ :

۱۔ محض اقتصادی نقطہ نظر سے قربانی رد کرنا بڑا ظلم ہے۔ ۱۴سو سال سے امت کا یہ اجماعی عمل چلا آرہا ہے۔ لیکن کسی بھی دور میں قربانی کی وجہ سے اقتصادی بحران کا ثبوت موجود نہیں ہے اور نہ ہی کسی شہر میں گوشت کی کمی آئی ہوئی ہے موجودہ دور کے نسبت پچھلے زمانے میں قربانیاں زیادہ ہوتی تھیں۔ اسلام کے قرون اولیٰ میں قربانی کا یہ عالم تھا کہ ایک ایک آدمی سو سو اونٹوں کی قربانی کرتا تھا۔ خود پیغمبرؐ نے سو اونٹوں کی قربانی کی۔ اس وقت میں یہ شکایت کسی جگہ نہیں سنی گئی کہ جانور نہیں ملتے ہیں یا جانور مہنگے ہیں۔ قربانی کے ساتھ جانوروں کی کمی کو خاص کرنا سراسر خلاف واقعات ہیں کیونکہ جن ممالک میں قربانیاں ادا نہیں کی جاتی ہیں یا کم ادا کی جاتی ہیں وہاں دوسرے ملکوں کی نسبت مہنگائی زیادہ ہے۔ یہ

قدرت کی کرشمہ سازیاں ہیں کہ جب دنیا میں کسی چیز کی ضرورت زیادہ ہوتی ہے تو اللہ رب العالمین اس چیز کی پیداوار بڑھاتے ہیں۔اور جب ضرورت کم ہوجاتی ہے تو پیداوار بھی گھٹ جاتی ہے۔

۲۔ دوسرا مغالطہ یہ ہے کہ قربانی کی بجائے دوسرے اہم قومی مسائل ہیں جن کی طرف توجہ دینے کی ضرورت ہے۔مثلاً قربانی کے ان پیسوں سے نادار اور غریب لوگوں کی امداد کی جائے۔یتیموں اور بیواؤں کی کفالت کی جائے' ہسپتالوں میں بے یارومددگار مریضوں کا علاج معالجہ کیا جائے۔جو طلبہ غریب ہیں ان کو سکالرشپ اور سپانسرشپ دی جائے وغیرہ وغیرہ

اس موقف کو اپناتے ہوئے بعض اہل قلم حضرات نے علماء امت کو اس مسئلے پر مندرجہ بالا دلیل کی بنیاد پر اجتہاد کرنے کی دعوت دی' لیکن حقیقت یہ ہے کہ دلائل کے سلسلے میں اجتہاد چوتھے نمبر پر ہے اس سے پہلے قرآن' حدیث اور اجماع امت ہے اگر کوئی چیز قرآن وحدیث کی واضح روشنی میں مل جاتی ہے تو اجتہاد اس وقت بے وزن اور بے فائدہ ہوکر رہ جاتا ہے۔

مذکورہ مسئلہ میں حضورؐ کے واضح ارشادات موجود ہیں جن میں سے دو ملاحظہ ہوں۔

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا کہ آدم کی اولاد میں سے یوم النحر (قربانی کے دن) میں جو بھی عمل کرتا ہے سب سے پسندیدہ عمل اللہ کے ہاں خون بہانا (قربانی کرنا) ہے۔(ترمذی)

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ سرکار دو عالمؐ نے فرمایا کہ جس شخص کو اتنی وسعت ہو کہ وہ قربانی کرسکے پھر بھی اس نے قربانی نہیں کی اسکو چاہیے کہ وہ ہماری عیدگاہ میں حاضر نہ ہو(الترغیب والترھیب ۱۰۳/۲)

ان واضح ارشادات کی موجودگی میں کونسا مسلمان مجتہد اس کی جرات کرسکتا ہے کہ وہ قربانی کرنے والوں کو یہ تجویز دے کہ آپ قربانی کی بجائے بے سہارا مریضوں کا علاج کریں' ناداروں اور غریبوں کا ہاتھ بٹائیں۔تو آپ کو زیادہ ثواب ملے گا۔مریض کے علاج معالجہ اور غریبوں کی امداد ایک نیک عمل ہے لیکن اس نیک عمل کے لئے قربانی کا قلع قمع نہ کیا جائے بلکہ اپنی خواہشات کو کنٹرول کرکے غیر شرعی اخراجات مثلاً ج سنیما' شراب' سگریٹ نسوار اور دوسرے فضول اخراجات بند کرکے اس سے مریضوں کا علاج اور بے سہاروں کی اعانت کی جائے۔

قلم کے ایک بادشاہ نے تو یہاں تک لکھ دیا ہے کہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میرے پاس تمہارے گوشت اور خون نہیں پہنچتے ہیں بلکہ تقویٰ پہنچتا ہے جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ قربانی کرنے

کی ضرورت نہیں۔ سبحان اللہ کیا خوب استدلال کیا ہے۔ بادشاہ لوگ ہیں، جو دل میں آئے لکھ دیتے ہیں اس مجتہد سے پوچھنا چاہیے کہ گوشت اور خون نہیں پہنچتے تو کیا مریض کی دوائی اور طالب علم کی فیس وہاں پہنچ جائے گی؟ یا یہاں پر پہنچانے کے لئے تقوی ہی درکار ہوگا۔

۳۔ جہاں تک بڑے پیمانے پر گوشت ضائع ہونے کا سوال ہے تو ان حضرات کو اپنے ملک میں یہ بات ثابت کرنا بھی دشوار ہے کیونکہ ہمارے ملک میں بوٹی تو کجا ہڈیوں کو بھی ضائع نہیں ہونے دیتے ہیں۔ مختلف فلاحی ادارے یا عوام خود غریب علاقوں میں قربانی کا گوشت پہنچانے کے پروگرام ترتیب دیتے ہیں۔ واضح رہے کہ یہ گوشت پہنچانا ایک اضافی فضیلت ہے، لیکن قربانی کی قبولیت اس پر موقوف نہیں کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ قربانی کے خون کا قطرہ زمین پر نہیں گرتا مگر اس سے پہلے قربانی اللہ تعالیٰ کے دربار میں قبولیت حاصل کر لیتی ہے۔

اس مدعا کو ثابت کرنے کے لئے ایک اشکال یہ اٹھایا جاتا ہے کہ حرم میں ہر سال حاجی لاکھوں جانور ذبح کرتے ہیں اور گوشت کا اکثر حصہ ضائع ہو جاتا ہے حالانکہ ان حضرات کو یہ معلوم ہونا چاہیے کہ حج کے موقع پر جن جانوروں کو ذبح کیا جاتا ہے۔ اس کا تعلق اس سنت قربانی سے نہیں جس کو آپ ختم کرنے کے لئے قوم کو تجاویز اور مشورے دے رہے ہیں بلکہ وہ تو ہر حج کرنے والی حاجی کے ذمے واجب ہے، اس کے بغیر حج ادھورا ہے۔

حرم میں گوشت ضائع ہونے کا جو اشکال ہے، یہ بھی بے معنیٰ ہے کیونکہ سعودی حکومت نے قربانی سے استفادے کا پراجیکٹ شروع کیا ہے۔ اس پر تقریباً ۵۰ کروڑ ریال خرچ ہوئے تھے، اس کام کے لئے انہوں نے آٹومیٹک مشین نصب کی ہیں۔ گوشت صاف ہونے کے بعد کولڈ سٹوروں میں محفوظ کیا جاتا ہے۔ اس پراجیکٹ میں اسلامی ڈویلپمنٹ بینک بھی باقاعدہ شامل ہے۔ جو سعودی ذمہ داروں سے اس کام میں تعاون کرتا ہے۔ اس کام کیلئے سعودی عرب نے المعصم کی قربانی گاہ مخصوص کر رکھی ہے جو جدید ترین مشینوں سے آراستہ کیا گیا ہے۔ اس گوشت کی زیادہ مقدار پاکستان میں افغان مہاجرین سوڈان اور جبوتی کے مہاجرین کو بذریعہ ایئر لائن پہنچائی جاتی ہے۔ حرمین کے قرب و جوار میں بسنے والے غریب لوگوں کے علاوہ تیس سے زائد ممالک میں یہی گوشت بری، بحری، اور ہوائی ذرائع نقل وحمل کے ذریعے پہنچایا جاتا ہے۔ ان ممالک میں سوڈان، جبوتی، بنگلہ دیش، موریطانیہ مالی، کینیا، سینگال،

صومالیہ، کمبیا، شام، موزمبیق، نائیجیریا، تنزانیہ، کشمیر، لبنان اور افغانستان شامل ہیں۔

۴۔ قربانی ادا کرنا سنت عمل ہے۔ فرض او رواجب نہیں، حقیقت میں اس فقہی اختلاف کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ مسلمانوں کے دلوں سے قربانی کی اہمیت کو کم کیا جائے۔ چونکہ واجب ہونے کی صورت میں مسلمان زیادہ اہتمام کرتے ہیں اس لئے مسلمانوں کو یہ باور کرایا جاتا ہے کہ قربانی صرف سنت عمل ہے لہٰذا اس قدر اہتمام نہیں کرنا چاہیے۔

فقہی پیچیدگیوں میں الجھا کر اس مسئلہ کی اہمیت کو کم کرنے کی بجائے اس حقیقت پر غور کرنا چاہیے کہ سنت سمجھنے والے اسی جذبہ وشوق سے قربانی ادا کرتے ہیں جس سے واجب سمجھنے والے ادا کرتے ہیں۔ بلکہ سنت سمجھنے والوں کے نزدیک چوتھے دن بھی قربانی جائز ہے۔ مثلاً اگر کوئی تین دن کسی وجہ سے محروم رہا تو چوتھے دن اس کی تلافی کر لے۔ ایک سچے مسلمان کیلئے یہی کافی ہے کہ قربانی اس کے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے۔

عیدالاضحیٰ کے دن قربانی کے بجائے صدقے کے جواز پر ایک صاحب قلم نے لکھا کہ فقہ کی مستند کتاب ہدایہ سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ بقرعید کے دن قربانی کی بجائے اس کی قیمت صدقہ کرنا جائز ہے۔ اس سلسلے میں ہدایہ کی عبارت کا ترجمہ ملاحظہ ہو۔

ایام نحر میں قربانی ذبح کرنا قیمت کا صدقہ کرنے سے افضل ہے کیونکہ قربانی زقسم واجب ہے یا سنت اور صدقہ کرنا نفل محض ہے۔ سو قربانی قیمت سے افضل ہے۔ (برہان الدین المرغینانی، ہدایہ)

اس عبارت کو دلیل بنا کر صاحب تحریر نے مذکورہ دعوی کیا ہے۔ حالانکہ صاحب نہایہ نے لکھا ہے کہ ہدایہ کے اس عبارت سے یہ مفہوم نہیں ہوتا کہ قیمت ترک کرنا جائز ہے۔ بلکہ اگر کوئی غنی صاحب نصاب ایک بکری کی قیمت صدقہ کرے اور قربانی نہ کرے تو واجب قربانی سے سبکدوش نہ ہوگا۔

۵۔ آخری بات جو اس سلسلے میں کی جاتی ہے کہ قربانی کا عمل خودنمائی کا ذریعہ بن گیا ہے، کچھ لوگ ایسے ہوں گے جو خودنمائی کرتے ہیں لیکن معترضین حضرات قربانی کے علاوہ کوئی اور عبادت بتلائیں جو سو فیصد للّٰہیت اور اخلاص سے سرشار ہوں کیا خودنمائی کی وجہ سے کسی نیک کام کو چھوڑا جائے گا جو کوئی کسی بھی عمل میں خودنمائی کرتا ہے یہ اس کی ذاتی کمزوری ہے اس پر قدغن ہونی چاہیے لیکن خودنمائی کی وجہ سے قربانی کا عمل روکنا صحیح نہیں۔

مولانا حامد الحق حقانی
مدرس جامعہ دارالعلوم حقانیہ

دارالعلوم کے شب و روز

جماعت اسلامی کے امیر جناب سراج الحق سراج کی دارالعلوم آمد:

۳۱ اگست ۲۰۱۴ء کو جماعت اسلامی پاکستان کے سربراہ و امیر جناب سراج الحق سراج صاحب جامعہ حقانیہ تشریف لائے۔ آپ نے دفتر اہتمام میں حضرت مہتمم صاحب سے موجودہ ملکی سیاسی بحران کے سلسلے میں خصوصی مشاورت کی اور جماعت اسلامی کے زیر اہتمام منعقدہ اسلام آباد کانفرنس کی دعوت بھی مولانا مدظلہ کو دی۔ اسی طرح ملک کی معروف علمی ، دینی اور صحافتی حوالے سے نامور شخصیت حضرت مولانا زاہد الراشدی صاحب بھی اِسی روز دارالعلوم تشریف لائے اور حضرت مہتمم صاحب مدظلہ سے تفصیلی ملاقات کی۔ بعد میں اِن دونوں حضرات نے ماہنامہ ''الحق'' کے مینجر جناب شفیق الدین فاروقی مرحوم کی تعزیت بھی حضرت مولانا مدظلہ سے کی۔

جمعیت علماء اسلام نظریاتی کے سیکرٹری جنرل کی دارالعلوم آمد:

۳ ستمبر ۲۰۱۴ء کو جمعیت علماء اسلام نظریاتی کے سیکرٹری مولانا عبدالقادر لونی گزشتہ دنوں دارالعلوم حقانیہ تشریف لائے۔ انہوں نے راقم سے ملاقات کی اور موجودہ ملک کی سیاسی صورتحال پر تبادلہ خیال کیا۔

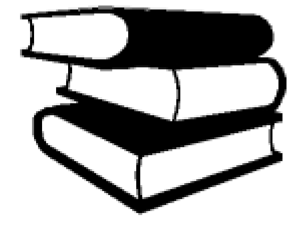
مولانا مدظلہ کا دورۂ عرب امارت و کراچی :

۶ ستمبر ۲۰۱۴ء کو حضرت مہتمم صاحب کراچی کے دو روزہ سفر پر تشریف لے گئے ،آپ نے وہاں پر ایک اہم کانفرنس میں شرکت کی اور مختلف علماء و مشائخ سے تفصیلی ملاقاتیں کیں۔ پھر بعد میں ۸ ستمبر ۲۰۱۴ء کو عرب امارت تشریف لے گئے اور وہاں پر چند روز قیام کیا اور مختلف علمی و سماجی شخصیات سے ملاقاتیں رہیں۔

حضرت مہتمم صاحب مدظلہ کا سفر حج :

۲۳ ستمبر ۲۰۱۴ء کو حضرت مہتمم صاحب مدظلہ بمعہ اہل و عیال کے سفر حج پر روانہ ہوگئے۔ حضرت مہتمم صاحب مدظلہ کو سعودی حکومت نے مراسم الملکی (شاہی مہمان) کا درجہ دیا ہے۔ ان شاء اللہ ۱۴ اکتوبر کو اِن کی واپسی ہوگی۔ اسی طرح دارالعلوم کے استاد مولانا مفتی مختار اللہ حقانی ، ناظم تعلیمات مولانا وصال احمد اور مولانا لقمان الحق حقانی بھی امسال سفر حج کی سعادت حاصل کررہے ہیں۔

اداره



تعارف وتبصرہ کتب

ماہنامہ ''الحق'' کا اشاریہ ....[ہفت روزہ ''نکھار'' اسلام آباد کی نظر میں]

اشاریہ سازی بظاہر انتہائی کٹھن اور محنت طلب کام ہے۔ اشاریہ محققین کو ان کے مطلوبہ مواد تک رسائی کی سہولت بہم پہنچاتا ہے۔ دینِ اسلام کی سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ وہ علم کا نقیب بردار ہے وہ بلاکسی نسلی امتیاز کے اپنے پیروکاروں پر علم کے حصول کو فرض قرار دیتا ہے۔

عصرِ حاضر میں اُردو کے دینی اصلاحی افسانوی غرض جملہ رسائل و جرائد کے مشمولات کو اشاریہ سازی کے ذریعے جمع کر کے تحقیق و تدوین اور فروغِ علم کی تحریک کو آگے بڑھانے کی سعی کی جارہی ہے۔ قدیم، جدید رسائل کے مختصر وضخیم اشاریے مرتب کیے جارہے ہیں تا کہ معلوم ہوسکے کہاں کہاں علمی جواہر بکھرے ہوئے ہیں۔

ماہنامہ الحق اکوڑہ خٹک ایک ایسا ہی دینی و اصلاحی رسالہ ہے۔ وہ تفہیمِ دین، تحفظِ دین اور اسلامی تہذیب کے احیا و استحکام کے ساتھ سامراجیت کے خلاف علمی محاذ پر اپنی بساط کے مطابق قلمی جہاد میں مصروفِ عمل ہے۔ الحق دینی قوتوں کے درمیان احترام، مساوات، اخوت اور علمی اختلاف رائے کو شائستہ انداز سے بیان کرنے کا ہنر جانتا ہے۔ یہ جریدہ امت مسلمہ کو اس کے اصل مقاصد کی طرف دعوت دیتا ہے۔

محمد حنیف شاہد اشاریہ نویسی کے حوالے سے ایک اہم نام ہے آپ نے ماہنامہ الحق اکوڑہ خٹک کا ۴۵ سالہ اشاریہ مرتب کر کے تشنگانِ علم و ادب کی بڑی ہی اہم خدمت سرانجام دی ہے۔ الحق جیسے علمی جریدے میں گزشتہ ۴۵ برسوں میں دنیا بھر کے علمی، ادبی، دینی مسائل کے ساتھ عصرِ حاضر کے مسائل پر ممتاز اہل قلم کی رشحات شائع ہوتے رہے ہیں۔ نئی نسل ان سے واقف نہیں۔ شاہد [مرتب اشاریہ] نے ان علمی موضوعات کو چن چن کر الحق کے اشاریے میں سمو دیا اور کہ ایک ایسی فہرست تیار ہوگئی ہے کہ اس کی مدد سے ہم الحق سے وابستہ ممتاز اہل علم کی نگارشات سے اپنی علمی پیاس کو اہتمام کے ساتھ الحق کی علمی و قلمی خدمت اور عصرِ حاضر کے متعدد فتنوں اور اس کے خاتمے میں الحق کے جرات مندانہ کردار سے روشناس ہو سکتے ہیں۔ اس ضخیم مجلّہ کے اشاریہ میں صفحہ xi تا xxiv مجلّہ الحق کا پینتالیس سالہ اشاریہ از مولانا سمیع الحق، اظہارِ تشکر مولانا راشد الحق سمیع، مجلّہ الحق کے اجرا اور اس کی خدمات کے حوالے سے برصغیر پاک و ہند کے ممتاز علمائے کرام کے پیغامات درج کیے گئے ہیں۔ صفحہ xxv تا xxviii محمد شاہد حنیف ''کچھ اشاریہ کے بارے میں'' رقمطراز ہیں:

> ''اشاریہ کی موضوعاتی ترتیب میں وہی انداز اختیار کیا گیا ہے جو مجلس التحقیق اسلامی ۹۹ جے بلاک ماڈل ٹاؤن لاہور کے شعبہ رسائل و جرائد نے قائم کی اور اس کے مطابق جہاں تیس سے زائد رسائل کے اشاریے تیار کیے گئے ہیں۔ (ص xxvii)''

ص ۱ تا ۴۰۷ موضوعاتی اشاریے پر مبنی ہے۔ص ۴۰۸ تا ۴۲۶ جلد ۴۳۔۴۴ شامل ہیں،تو ص ۴۲۷ سے ۴۹۴ اشاریہ مصنفین اورص ۴۹۵ سے ۵۰۲ ضمیمہ فہرست موضوعات یہ ترتیب حروف تہجی اس کی افادیت بڑھاتے ہیں۔ اشاریہ علمی شاہراہ ہے جس کے ذریعے آپ ۴۵ سال میں الحق کے ۴۸۸ شماروں کے علمی مشمولات کے بارے میں جا سکتے ہیں۔رہا سوال اس علمی افادیت و اہمیت کا تو وہ اپنی جگہ ہے ہی مسلّم۔البتہ اشاریہ سازی کے حوالے سے ہر شخص و ادارہ اپنی افتادِطبع اور وسعت کے مطابق جسے وہ سہل سمجھتا ہے وہ اختیار کرسکتا ہے مقصد فروغِ علم، تحصیلِ علم، توقیرِ علم ہونا چاہیے اور اسے دوسروں تک بغیر کسی رکاوٹ کے پہنچانا فرض ہے۔محمد شاہد حنیف اور ادارہ الحق مبارکباد کے مستحق ہیں کہ انہوں نے الحق کی مشمولات اشاریے کی صورت شائع کردیے ہیں

(حسین صحرائی ہفت روزہ ''نکھار'' اسلام آباد، جلد ۳۰ شمارہ ۱۵)

● **خیرالمرایا لاحکام الضحایا** ...... شیخ الحدیث حضرت مولانا مفتی سیف اللہ حقانی

شیخ الحدیث حضرت مولانا مفتی سیف اللہ حقانی مروت، جامعہ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک کے استاد الحدیث اور معہد الافتاء والقضاء کے رئیس ہیں۔موصوف کی فقاہت مسلمہ ہے،صرف پاکستان ،افغانستان نہیں بلکہ دنیا بھر میں آپ کی آراء کو قدر کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔جنات بھی اپنے مسائل آپ سے حل کراتے ہیں،اسلئے مفتی الثقلین کا لقب آپ کے نام کے ساتھ خوب جچتا ہے۔مولانا مفتی ظہور اللہ حقانی مروت، حضرت مفتی صاحب کے فرزند ارجمند ہیں،انہوں نے مفتی صاحب کے افادات قربانی کے فضائل ومسائل پر مشتمل ایک رسالہ ''خیرالمرایا لاحکام الضحایا'' کے نام سے مرتب کیا ہے، جو ۴۸ صفحات پر مشتمل ہے جو مختصر ہونے کے باوجود جامع ہے۔ادارۃ المعارف والتحقیقات الاسلامیہ اکوڑہ خٹک سے منگوایا جاسکتا ہے۔قیمت درج نہیں۔ .... (مولانا حبیب اللہ حقانی)

● **بیعت کی ضرورت وفضیلت** ....مولانا احسان الکریم

بیعت کا مقصد نسبت کا حصول ہوتا ہے اور نسبت ایسی کارگر شئے ہے جس سے انسان میں تبدیلی کا عمل رونما ہوتا ہے۔نسبت مع اللہ جب قائم ہوجائے تو انسان پھر ایک مضبوط حصار میں آجاتا ہے' جس کی آخری منزل شیطان کا تسلط انسان پر ختم ہوجانا ہے۔جیسا کہ قرآن میں ذکر ہے ان عبادی لیس لك علیهم سلطٰن
یعنی بعض لوگ اتباع شریعت سے وہ مقام پالیتے ہیں جس کے بعد شیطان ان سے ایسا گناہ نہیں کرواسکتا جو ناقابل معافی ہو۔طریقت کے جو سلاسل اربعہ معروف ہیں، ان کا مقصد مسلمان میں اسی نسبت مع اللہ کو قوی سے قوی تر بنانا ہوتا ہے۔ بیعت کے بعد صحبت وہ گُر ہے جس کے ذریعہ انسان ان بلند درجات پر فائز ہوجاتا ہے جو مدت مدید کے مساعی سے حاصل نہیں ہوپاتے۔قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ کونوا مع الصادقین ' صحبت کی تاثیر اس حد تک ہے کہ یہ انسان کے فطری استعداد کو بھی بدل کر رکھ دیتا ہے۔حدیث

میں آتا ہے کہ کل مولود یولد علی الفطرۃ فابواہ یودانہ او ینصرانہ او یمجسانہٖ کی پاکیزگی بنیادی ضروریات میں سے ہیں ،حضورﷺ کے فرائض منصبیہ جو قرآن پاک میں مذکور ہیں ان میں تلاوت کتاب ،تعلیم کتاب اور حکمت کے ساتھ تزکیہ نفس بھی ہے۔ علماء او رصوفیائے کرام ان چار میدانوں میں اپنی زندگیاں صرف کرتے ہیں۔ دارالعلوم حقانیہ میں الحمدللہ اس کے قیام کے ساتھ ہی بیعت وطریقت اور تزکیہ نفس کا سلسلہ بھی قائم ہوا۔ اس سلسلے کے ایک عظیم روحانی پیشوا جامع العلم والعرفان شیخ الحدیث حضرت مولانا مفتی محمد فرید صاحبؒ تھے ، جنہوں نے ۳۱ برس تک یہاں طریقت کی مشعل بھی جلائے رکھی۔ آج بھی دارالعلوم کے زیادہ تر اساتذہ کرام ان کی جلائے ہوئی مشعل کو آگے بڑھا رہے ہیں۔

زیرنظر کتاب حضرت مفتی صاحب کے فیض یافتہ حضرت مولانا احسان الکریم کی محنتوں کا ثمرہ ہے جو عرصہ بارہ سال سے حقانیہ کے کتب خانے میں انتظامی خدمات بجالا رہے ہیں۔ کتب خانہ میں ان کو ذوق مطالعہ کے ساتھ تحریر وقلم کا چسکا بھی لگ گیا۔ جس کا مظہر اس کتاب کی شکل میں آپکے سامنے ہے۔ کتاب کا موضوع وہی ہے جس پر ابتداء میں روشنی ڈالی گئی۔ یہ کتاب اپنے موضوع کے اعتبار سے گنج گراں مایہ ہے اس کے چیدہ چیدہ موضوعات میں شریعت وطریقت کا باہمی تعلق، بیعت اور مرشد کی ضرورت قرآن وحدیث کی روشنی میں ،طریقت کے آداب ،تصوف کے ۱۵۰ اصطلاحات کے معانی وتشریحات ،سلسلہ نقشبندی کی فضیلت اور اسکے لطائف ،اذکار ومراقبات وغیرہ خصوصی طور پر شامل ہیں۔ کتاب میں حضرت مفتی صاحب مرحوم کے چالیس ارشادات تصوف سے متعلق جمع کر کے اُن کے متوسلین کیلئے قند اور سوغات پیش کیا گیا ہے۔ حضرت مہتمم جامعہ حقانیہ مولانا سمیع الحق صاحب تقریظ میں رقم فرماتے ہیں: ’’اس پرفتن اور مادیت کے دور میں یہ کتاب نعمتِ غیر مترقبہ سے کم نہیں‘‘۔ سالکین کیلئے یہ کتاب پڑھنا ازحد ضروری ہے۔ کتاب کی ضخامت ۴۴۰ ‘ قیمت درج نہیں، ملنے کا پتہ: موتمر المصنفین جامعہ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک۔ 0333 9006991 (عرفان الحق)

● نقوش زندگی خودنوشت سوانح حیات ....مولانا عبدالمعبود مدظلہ

حضرت مولانا محمد عبدالمعبود مدظلہ عصر حاضر کی یگانہ روزگار، علم وادب، قلم وکتاب ،نقد ونظر، تحقیق وتدوین کے حوالے سے منفرد وممتاز شخصیت ہیں، علمی اور تنقیدی موضوعات ان کا پسندیدہ مشغلہ ہے۔ ان کے تصنیفات، تحقیقات اور مقالات میں پختگی، شگفتگی ،سلاست اور معلومات کی فراوانی کے ساتھ ساتھ استدلال اور استنباط، حکم وعلل عقیدے کی اصلاح عشق رسول اور زباں وادب کی چاشنی بھی پائی جاتی ہے۔ مولانا عبدالمعبود صاحب بلاشبہ اپنی ذات میں ایک ادارہ اور ایک انجمن کا درجہ رکھتے ہیں، ان کا سینہ بے بہا یادوں کا خزینہ ہے۔ اور علم وادب، نقد ونظر، قلم وتحقیق کے شہسواروں کا یہ معمول ہے کہ وہ عمر کے آخری دور میں اپنے درون خانہ راز ونیاز کے بیتے ہوئے لمحات کو نذر قارئین فرماتے ہیں۔ روزنامچہ، ڈائری ،خودنوشت حیات، آپ بیتی لکھنے کا معمول عرصہ دراز سے پایا جاتا ہے‘ مولانا عبدالمعبود مدظلہ نے اپنے اسلاف کے نقش قدم پہ قدم رکھ کر گزرے ہوئے

لحات نقوش زندگی کے نام زیب قرطاس کر کے شائقین کتاب کواپنی زندگی کی تجربات کا مشاہدہ کرایا۔نقوش زندگی حضرت کی یادوں کا ایک ایسا قیمتی مرقع ہے جس میں ایک طرف ایسے انسان کی بامقصد شخصی علمی اورتحریکی زندگی کی اہم ترین جھلکیاں دیکھی جاسکتی ہیں،جس نے عنفوان شباب ہی میں اپنے کوایک پاکیزہ نصب العین کے لئے وقف کردیا تھا دوسری طرف خوداس کی اپنی زندگی کی داستان کا ایک نمونہ بھی ان سطوراور بین السطور سے ابھرتا ہے۔اس خودنوشت حیات میں آپ کوسب کچھ مل جائے گا۔مولانا مدظلہ نے اپنی زندگی کے تجربات کی تجوریوں کو بڑی خوبصورت تحریر میں جمع کردیا جو امت مسلمہ مرحومہ کی موجودہ صورتحال میں نافع اور کارآمداورنسلِ نو کی رہنمائی کا ذریعہ بن سکتا ہے۔ بہرتقدیرنقوش زندگی حضرت کی سوانحی حیات پرمشتمل ایک حسین گلدستہ ہے،جسے عصر حاضر کے نامور محقق مولانا عبدالقیوم حقانی صاحب نے اپنے ادارہ القاسم اکیڈمی سے شائع کرکے قارئین کتاب پرعظیم احسان فرمایا۔کتاب کی قیمت درج نہیں ۔۲۶۴صفحات پرمشتمل یہ کتاب القاسم اکیڈمی جامعہ ابوہریرہ خالق آباد نوشہرہ سے دستیاب ہے۔.......... (مولانا محمد اسلام حقانی)

● امام شاہ ولی اللہ کا معاشی نظریہ .... ڈاکٹرحسین محمد قریشی

عام طور پرانسان مدنی الطبع ہے انفرادیت کی بجائے اجتماعیت کے تصور کو لئے ہوا ہےاوراجتماعیت کی زندگی کو پسند کرتا ہے۔جس کے نتیجے میں اجتماعی ضروریات بھی پیش آتی ہیں کیونکہ کوئی انسان،ادارہ اورملک اپنے ضروریات خود پوری نہیں کرسکتیں اور نہ ہی کوئی انسان،ادارہ اورملک اپنی ضروریات میں خودکفیل ہوسکتا ہے بلکہ ہرانسان دوسرے انسان ،ہرادارہ دوسرے ادارے،ہرملک دوسرے ملک کی اجتماعی زندگی میں محتاج ہوتا ہے۔لیکن اس اجتماعیت کے نتیجہ میں ایک ایسا طبقہ بھی پیدا ہوجاتا ہے جوسرمایہ پرکبھی سود،کبھی اجارہ داری کے ذریعے اس کے طبعی بہاؤ پراثرانداز ہوکر غریبوں کے حقوق کا استحصال کرتے ہیں نتیجتاً معاشرہ میں عدل،انصاف،امن،روزگار کے مواقع وغیرہ ختم ہوکراس کی جگہ جبر،ظلم،بدامنی،لوٹ کھسوٹ اور بے روزگاری پھیل جاتی ہے اور معاشرہ ایک بھیانک رُخ اختیار کرکے دنیا میں جہنم کانمونہ بن جاتا ہے۔سرمایہ کی فطری بہاؤ کو بچانے کیلئے شاہ ولی اللہؒ محدث دہلوی نے اپنی تعلیمات میں گاہےبگاہےمثالی نظام معاش کا ذکراپنے مخصوص اصطلاح ''ارتفاقات'' کے عنوان سے اپنی کتاب حجۃ اللہ البالغہ میں بیان کیا ہے۔ہمارے ممدوح ڈاکٹرحسین قریشی صاحب نے ان ہی ارتفاقات کوجمع کرکے عصر حاضر میں اسکی افادیت کوخوب اجاگر کرکے بیان کیا ہے۔جس پرمؤلف کتاب قابل صدتحسین ہے۔ ڈاکٹر صاحب کی شاہ ولی اللہ کی تعلیمات پرگہری نظر ہے۔اس سے پہلے بھی ممدوح جناب ڈاکٹرحسین قریشی صاحب شاہ ولی اللہؒ کی تعلیمات پر کئی کتابیں اورمقالات شائع کراچکے ہیں بہرحال یہ کتاب شاہ ولی اللہ کی تعلیمات میں ایک وقیع اضافہ ہے۔ڈاکٹر موصوف نے اس کتاب میں شاہ ولی اللہؒ کے معاشی افکار پرسیرحاصل بحث فرمائی ہے اور موضوع کے کسی پہلوکوتشنہ نہیں رہنے دیا ہے۔کاغذ بھی بہترین اور کتابت بھی۔۲۱۰ صفحات کی یہ خوبصورت مجلد کتاب،پورب اکادمی اسلام آباد سے منگوائی جاسکتی ہے۔قیمت: 325 روپے۔ 0512317092 (مولانا منفعت احمد)